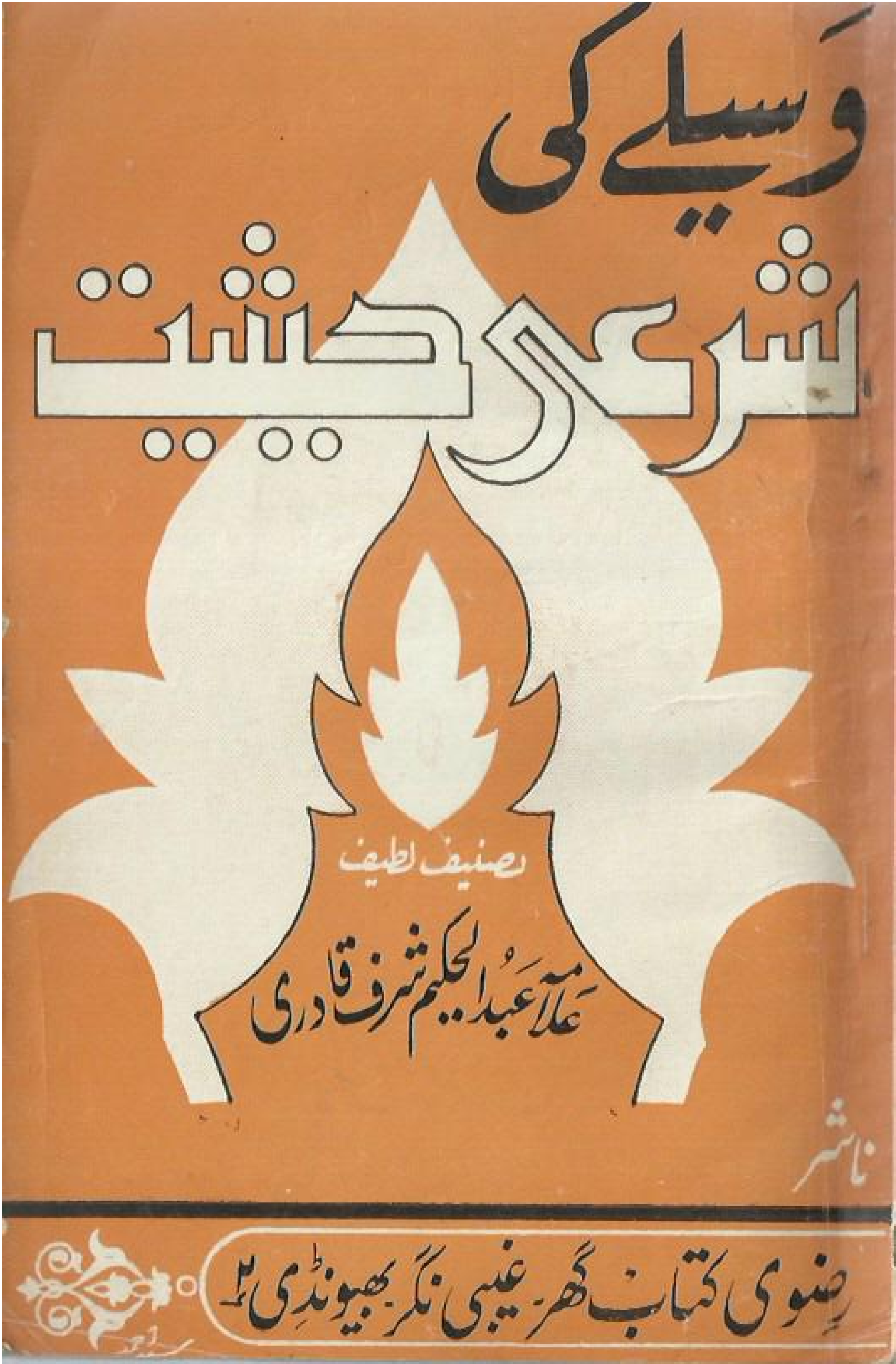
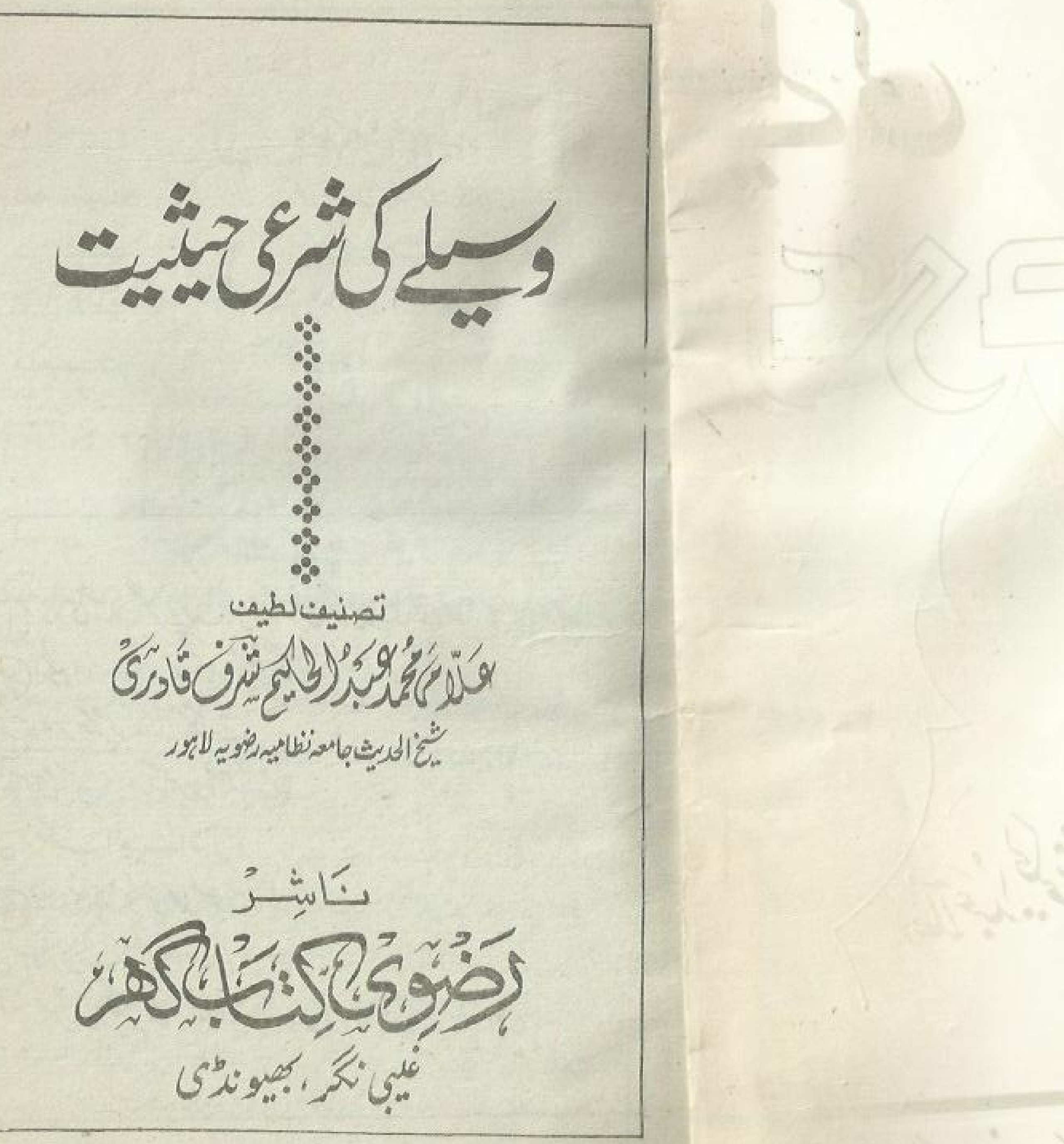

وسیلے کی
شرعی حیثیت
تصنیف لطیف
علامہ عبدالحکیم شرف قادری
ناشر
رضوی کتاب گھر۔ غیبی نگر بھیونڈی ۲



وسیلے کی شرعی حیثیت

تصنیف لطیف

علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

ناشر

رضوی کتاب گھر

غیبی نگر، بھیونڈی

کتاب : وسیلے کی شرعی حیثیت
تصنیف : محمد عبد الحکیم شرف قادری
سنِ اشاعت : یکم رجنوری ۱۹۹۰ء
تعدادِ اشاعت : دو ہزار
قیمت : ۶ روپے
ناشر : رضوی کتاب گھر بھیونڈی

ملنے کے پتے

(۱) رضوی کتاب گھر پوسٹ بکس ۱۵ غیبی نگر بھیونڈی ضلع تھانہ ۴۲۱۳۰۲ مہاراشٹر
(۲) المجمع الاسلامی، محمد آباد اعظم گڈھ یوپی
(۳) اعجاز بکڈپو ۱۰۸ کلکتہ
(۴) حق اکیڈمی مبارکپور اعظم گڈھ
(۵) مکتبہ الحبیب الہ آباد
(۶) قادری بکڈپو نو محلہ مسجد بریلی
(۷) فاروقیہ بکڈپو سنبھل
بمبئی و دیگر تمام کتبخانوں سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

حرفِ آغاز

پیارے اسلامی بھائیو! حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: "تم سوادِ اعظم کی پیروی کرو، جو اس سے جدا ہوا جہنم میں گیا" شرح مشکوٰۃ میں ملا علی قاری مفتی مکہ علیہ الرحمہ نے اسی سوادِ اعظم کی تعریف یوں فرمائی ہے کہ سوادِ اعظم سے مراد وہ جماعت ہے جس میں مسلمانوں کی اکثریت ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح) سوادِ اعظم کی اہمیت کا اندازہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ پاک سے لگایا جا سکتا ہے: "جس نے جماعت سے بالشت بھر جدائی کی اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا۔" نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمتِ مسلمہ کو سوادِ اعظم سے وابستہ رہنے کی سخت تاکید فرمائی ہے کہ ہر حال میں جماعت اور جمہور کے ساتھ رہو۔

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں اعمالِ صالحہ کے علاوہ مقرب اور مقبول بندوں کو دعا کی قبولیت اور حصولِ مقصد کے لئے وسیلہ بنانا بلاشبہ سوادِ اعظم کے نزدیک جائز ہے۔ جو نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور ائمہ اسلاف و اخلاف سے ثابت ہے۔

حضرت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری (شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور) جو برِ صغیر ہند و پاک کی قابلِ قدر علمی شخصیت ہے جنہوں نے اپنی ذات کو مسلکِ حق کی نشر و اشاعت کے لئے وقف کر دیا ہے۔ علامہ موصوف نے پیشِ نظر کتاب "وسیلے کی شرعی حیثیت" میں سوادِ اعظم کے مسلک کو احادیثِ صحیحہ اور سلفِ صالحین نیز مختلف مکاتبِ فکر کے عمائدین کی روشنی میں واضح فرمایا ہے۔

وہابی برادری (تبلیغی، دیوبندی، سلفی، ندوی، مودودی) کے نزدیک معتبر شخصیت مولانا اسماعیل دہلوی کی مشہور کتاب "صراطِ مستقیم" کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔ مولانا دہلوی لکھتے ہیں: "طالب کو چاہیئے کہ پہلے باوضو دوزانو بطورِ نماز بیٹھ کر اس طریقہ کے بزرگوں یعنی حضرت معین الدین سنجری (علیہ الرحمہ) اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی (علیہ الرحمہ) وغیرہ حضرات کے نام کا فاتحہ پڑھ کر بارگاہِ خداوندی میں ان بزرگوں کے توسط اور وسیلہ سے التجا کرے اور نیاز بے انداز اور زاری سے بے شماری کے ساتھ اپنے کام کے فتح یاب کے لئے دعا کر کے دوضربی شروع کرے۔"

(صراطِ مستقیم صفحہ ۱۵۲، ادارہ الرشید دیوبند)

ہمیں امید ہے کہ اگر مذکورہ اقتباس اور اس کتاب کا مطالعہ مسلکی عصبیت سے بلند ہو کر کیا گیا تو ہر کوئی یہ اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکے گا کہ بارگاہِ خداوند قدوس میں اعمال صالحہ اور ذواتِ صالحہ (خواہ زندہ ہو یا مردہ) دونوں کو وسیلہ بنایا جا سکتا ہے اور یہی سوادِ اعظم کا مسلک ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک ابنِ تیمیہ اور ایک ابنِ عبدالوہاب نجدی کے جمہور سے اختلاف کو ہرگز تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے قبولِ حق کی توفیق عطا فرمائے نیز ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "تم سوادِ اعظم کی پیروی کرو" پر خلوص دل کے ساتھ چلنے کی ہدایت فرمائے۔

(آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

سید عارف علی رضوی
(بی ایس سی، ایم اے)
صدر رضا لائبریری کلیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وسیلے کی شرعی حیثیت

لغت میں کسی شے کو مقصد کے حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا توسُّل کہلاتا ہے۔ شرعی طور پر ایسی چیز کو دُعا کی قبولیت کا ذریعہ بنانا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قدر و منزلت رکھتی ہو توسل ہے۔ بارگاہِ الٰہی میں اعمالِ صالحہ اور ذواتِ صالحہ دونوں ہی مقبول اور محبوب ہیں، لہٰذا دونوں کو وسیلہ بنایا جا سکتا ہے۔

قطبِ مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی خلیفہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہما سے ایک شخص نے پوچھا: "توسل کے جواز پر کیا دلیل ہے؟" انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْآ اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ [1]

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔"

اس شخص نے کہا کہ "آیت میں تو وسیلہ سے مراد اعمالِ صالحہ ہیں۔" حضرت نے فرمایا: "تمہارے اعمال مقبول ہیں یا مردود؟" اُس نے کہا: "مجھے کیا معلوم؟" حضرت نے فرمایا: "حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہیں یا نہیں؟" اُس نے کہا: "یقیناً مقبول ہیں۔" آپ نے فرمایا: "جب اعمال صالحہ کو وسیلہ بنایا جا سکتا ہے، جن کی قبولیت مشکوک ہے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ کیوں نہیں بنا سکتے جو یقیناً مقبول ہیں۔"

[1] القرآن، پ ۶ المائدۃ ۵ آیت ۳۵

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اعمال اور ذواتؔ کو وسیلہ بنانا

ترمذی شریف میں ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیَّ اَمَانَیْنِ "وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ"[۱]

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر دو تحفظ نازل فرمائے ہیں،

(۱) وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ (اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا، جب تک اے حبیب! تم ان میں موجود ہو۔)

(۲) وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ (اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے والا نہیں، جب تک وہ استغفار کرتے ہیں

پہلی آیت میں عذاب سے محفوظ رہنے کا وسیلہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کو اور دوسری آیت میں عمل استغفار کو قرار دیا گیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ رَوَاہُ مُسْلِم[۲]

"بہت پراگندہ بالوں والے جنہیں دروازوں سے واپس کر دیا جاتا ہے اگر قسم دے کر اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دے (مسلم شریف)

حضرت مصعب ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا،

---

۱ [illegible] امام، ترمذی شریف، ابواب التفسیر، ص ۴۳۹

۲ [illegible] مشکوٰۃ شریف (ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی) ص ۴۴۶

ھَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِکُمْ[۱] (رواہ البخاری)

"تمہیں مدد اور رزق اپنے ضعیفوں ہی کے سبب تو ملتا ہے"۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا،

اَلْاَبْدَالُ یَکُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَھُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ رَجُلًا یُسْقٰی بِھِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ وَیُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الشَّامِ بِھِمُ الْعَذَابُ۔[۲]

ابدال شام میں ہوتے رہیں گے۔ یہ چالیس مرد ہیں۔ جب بھی ان میں سے ایک انتقال کرے گا اللہ اس کی جگہ دوسرا مقرر فرما دے گا۔ ان کی برکت سے بارش ہوتی ہے۔ اور ان کے وسیلے سے دشمنوں پر فتح و مدد دی جاتی ہے۔ اور انکی بدولت اہل شام سے عذاب دفع کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور سید عالم رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

اِبْغُوْنِیْ فِیْ ضُعَفَائِکُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ اَوْ تُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِکُمْ (رواہ ابوداؤد)[۳]

"تم اپنے ضعیفوں میں میری رضا طلب کرو۔ یا۔ ان میں مجھے تلاش کرو کیونکہ تم میں کے ضعیفوں ہی کی بدولت تمھیں رزق یا فتح و نصرت نصیب ہوتی ہے"۔

---

۱ شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، مشکوٰۃ شریف، ص ۴۴۶

۲ ایضاً " ص ۳-۵۸۲

۳ ایضاً " (باب فضل الفقراء) ص ۴۴۷

ایک تو وہ ضعیف ہیں جو ناداری کا شکار ہیں۔ دوسرے وہ جو عبادت و ریاضت کی کثرت کی وجہ سے لاغر و نزار ہیں۔ دوسری قسم کے لوگ اولیاء کرام وسیلۂ نصرت و رحمت بننے کے زیادہ مستحق ہیں۔

حضرت امیہ بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں:

اِنَّهٗ كَانَ يَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِيْكِ الْمُهَاجِرِيْنَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ [۱]

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقراء مہاجرین کے وسیلے سے فتح و نصرت کی دعا مانگا کرتے تھے۔"

حضرت ملا علی قاری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

وَقَالَ ابْنُ الْمَلِكِ بِاَنْ يَقُوْلَ: اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا عَلَى الْاَعْدَاءِ بِحَقِّ عِبَادِكَ الْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ [۲]

"ابن الملک فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح دعا مانگتے تھے: اے اللہ اپنے فقیر اور مہاجر بندوں کے طفیل ہمیں دشمنوں کے خلاف مدد عطا فرما۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین ہستی ہیں۔ فقراء مہاجرین کا وسیلہ پیش کرنے کا باعث ہرگز یہ نہیں کہ آپ وسیلے کے محتاج ہیں، بلکہ شکستہ خاطر اور ستم رسیدہ صحابۂ مہاجرین کی عزت افزائی ہے اور امتِ مسلمہ کو یہ بتانا ہے کہ بارگاہِ الٰہی میں دعا کرتے وقت میرے غلاموں کا وسیلہ بھی پیش کر سکتے ہو۔ سبحان اللہ! جس ذاتِ اقدس کے غلاموں سے توسل کیا جا سکتا ہے۔ خود اس ذاتِ مکرم سے توسل کیوں جائز نہ ہوگا؟

[۱] شیخ ولی الدین، امام: مشکوٰۃ شریف ص ۴۴۷

[۲] علی بن سلطان محمد القاری: مرقاۃ المفاتیح (مکتبہ امدادیہ ملتان) ج ۱۰، ص ۱۳

اس گفتگو سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ بارگاہِ الٰہی میں صرف اعمالِ صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ مقبولانِ بارگاہ صالحین کا وسیلہ پیش کرنا بھی جائز ہے۔

سیدِ عالم محبوبِ ربّ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسّل

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسّل آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے، ولادت مبارکہ کے بعد حیاتِ طیبہ ظاہرہ میں، وصال کے بعد عالم برزخ کی مدت میں اور میدان قیامت میں جائز اور واقع ہے۔ [۱]

علامہ ابن قیم کہتے ہیں:

لَا سَبِيْلَ اِلَى السَّعَادَةِ وَالْفَلَاحِ لَا فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا عَلٰى اَيْدِي الرُّسُلِ وَلَا يُنَالُ رِضَاءُ اللّٰهِ الْبَتَّةَ اِلَّا عَلٰى اَيْدِيْهِمْ [۲]

فیروزمندی و کامیابی کی کوئی راہ نہیں، نہ دنیا میں، اور نہ آخرت میں مگر رسولانِ گرامی کے ہاتھوں۔ اور قطعاً اللہ کی خوشنودی بھی میسر نہ ہوگی مگر انہی کے ہاتھوں۔

ولادت باسعادت سے پہلے توسّل

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لَمَّا اقْتَرَفَ اٰدَمُ الْخَطِيْئَةَ قَالَ يَا رَبِّ اَسْاَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَّا غَفَرْتَ لِيْ فَقَالَ اللّٰهُ يَا اٰدَمُ وَكَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ اَخْلُقْهُ؟ قَالَ يَا رَبِّ لَمَّا خَلَقْتَنِيْ بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُوْحِكَ رَفَعْتُ رَاْسِيْ فَرَاَيْتُ عَلٰى قَوَائِمِ الْعَرْشِ

[۱] الشیخ حسن العدوی الحمزاوی، مشارق الانوار فی فوز اہل الاعتبار (المطبعۃ الشرفیہ مصر) ص ۵۹

[۲] ابن القیم الجوزیہ، زاد المعاد ج ۱، ص ۲۸

مَكْتُوْبًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَعَلِمْتُ اَنَّكَ
لَمْ تُضِفْ اِلٰى اِسْمِكَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَيْكَ فَقَالَ اللّٰهُ
صَدَقْتَ يَا اٰدَمُ اِنَّهٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَيَّ اُدْعُنِيْ بِحَقِّهٖ
وَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ ـ هٰذَا
حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ [1]

"جب آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی، تو انہوں نے دُعا مانگی اے میرے رب! میں تجھ سے محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے دُعا مانگتا ہوں کہ میری مغفرت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! تم نے محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا، حالانکہ میں نے انہیں ابھی پیدا بھی نہیں کیا، عرض کیا، میرے رب! جب تو نے میرا جسم اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور میرے اندر روحِ خاص پھونکی، تو میں نے سر اٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ عرش کے پایوں پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ نہ ملایا مگر اسی کو جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، آدم! تو نے سچ کہا وہ مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ تم مجھ سے کے وسیلے سے دعا مانگو، میں نے تمہاری مغفرت فرما دی۔ اگر محمد مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔"

اہل کتاب حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے آپ کے وسیلے سے فتح و ظفر کی دُعائیں مانگا کرتے تھے اور اپنی مرادیں پاتے تھے۔

علامہ ابن القیم لکھتے ہیں،
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَتْ يَهُوْدُ خَيْبَرَ تُقَاتِلُ
غَطَفَانَ فَلَمَّا الْتَقَوْا هُزِمَتْ يَهُوْدُ خَيْبَرَ فَعَاذَتِ الْيَهُوْدُ

[1] الحاکم النیشاپوری: المستدرک، کتاب التاریخ (دارالفکر، بیروت) ج ۲، ص ۶۱۵

بِهٰذَا الدُّعَاءِ فَقَالَتْ: اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ
الْاُمِّيِّ الَّذِيْ وَعَدْتَّنَا اَنْ تُخْرِجَهٗ لَنَا فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اِلَّا
نَصَرْتَنَا عَلَيْهِمْ قَالَ فَكَانُوْا اِذَا الْتَقَوْا دَعَوْا بِهٰذَا الدُّعَاءِ
فَهَزَمُوْا غَطَفَانَ فَلَمَّا بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَفَرُوْا بِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ
عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَعْنِيْ بِكَ يَا مُحَمَّدُ [1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ خیبر کے یہودی قبیلہ غطفان کے ساتھ حالتِ جنگ میں رہتے تھے۔ ایک مقابلے میں یہودی شکست کھا گئے، تو انہوں نے یہ دُعا مانگی "اے اللہ! ہم تجھ سے نبی اُمّی محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل دُعا مانگتے ہیں جنہیں تو نے آخری زمانے میں ہمارے پاس بھیجنے کا وعدہ کیا تھا، تو غطفان کے خلاف ہماری مدد فرما۔ اب وہ مقابلے کے وقت یہ دُعا مانگتے تھے، چنانچہ انہوں نے غطفان کو شکست دے دی۔ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو انہوں نے آپ کا انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا۔ یہودی اس سے پہلے کافروں کے خلاف فتح کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ یعنی اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے وسیلے سے۔

حیاتِ ظاہرہ میں توسل

امام طبرانی معجم کبیر اور معجم اوسط میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[1] محمد بن ابی بکر بن قیم الجوزیہ (م ۷۵۱ھ): ہدایۃ الحیارٰی فی اجوبۃ الیہود والنصارٰی (الجامع الفرید) ص ۴۹۳

سے راوی ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وصال پر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید، حضرت ابو ایوب انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور ایک سیاہ فام غلام کو قبر کھودنے کا حکم دیا۔ جب لحد تک پہنچے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس لحد کھودی اور اپنے ہاتھوں سے مٹی نکالی، جب فارغ ہوئے تو اس قبر میں لیٹ گئے، پھر یہ دعا مانگی:

اَللّٰہُ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ، اِغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ اَسَدٍ وَوَسِّعْ عَلَیْھَا مُدْخَلَھَا بِحَقِّ نَبِیِّکَ وَالْاَنْبِیَاءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِیْ فَاِنَّکَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔[1]

"اللہ تعالیٰ زندگی اور موت دیتا ہے، وہ زندہ ہے، اس کے لیے موت نہیں، میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے۔ اور اس کی قبر کو وسیع فرما اپنے نبی کے طفیل اور مجھ سے پہلے کے انبیاء کے طفیل۔ بیشک تو سب سے بڑا رحم والا ہے۔"

اس حدیث سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات میں اور دیگر انبیاء کے وصال کے بعد بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ پیش کرنا ثابت ہے۔

علامہ نورالدین سمہودی فرماتے ہیں:

وَقَدْ یَکُوْنُ التَّوَسُّلُ بِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِطَلَبِ ذٰلِکَ الْاَمْرِ بِمَعْنٰی اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَادِرٌ عَلَی التَّسَبُّبِ فِیْہِ بِسُؤَالِہٖ وَشَفَاعَتِہٖ اِلٰی رَبِّہٖ فَیَعُوْدُ اِلٰی طَلَبِ دُعَائِہٖ وَاِنِ اخْتَلَفَتِ الْعِبَارَۃُ وَمِنْہُ قَوْلُ الْقَائِلِ لَہٗ اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ الْحَدِیْثَ وَ

[1] نورالدین علی بن احمد السمہودی (م ۹۱۱ھ) وفاء الوفا (داراحیاء التراث العربی، بیروت) ج ۳، ص ۸۹۹

لَا یُقْصَدُ بِہٖ اِلَّا کَوْنُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبَبًا وَّشَافِعًا۔[1]

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ ایک چیز آپ سے طلب کی جاتی ہے، مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ بارگاہِ الٰہی میں دعا و شفاعت کے ذریعے سبب بننے پر قادر ہیں۔ اس کا مآل یہ ہوگا کہ آپ سے دعا کی درخواست ہے، اگرچہ الفاظ مختلف ہیں۔ اسی قسم سے صحابی (حضرت ربیعہ) کی درخواست ہے، اَسْأَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ (الحدیث) میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت کی درخواست کرتا ہوں۔ اس کا مقصد یہی ہے کہ آپ اس مقصد کے لیے سبب اور سفارشی بنیں۔"

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں:

وَاَنَّکَ اَدْنَی الْمُرْسَلِیْنَ وَسِیْلَۃً
اِلَی اللّٰہِ یَا ابْنَ الْاَکْرَمِیْنَ الْاَطَایِبِ
وَکُنْ لِّیْ شَفِیْعًا یَوْمَ لَا ذُوْ شَفَاعَۃٍ
بِمُغْنٍ فَتِیْلًا عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبٖ[2]

"طیب و مکرم حضرات کے فرزند! آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام رسولوں سے زیادہ قریب وسیلہ ہیں۔
آپ اس دن میرے شفیع ہوں گے جس دن کوئی شفاعت کرنے والا سواد بن قارب کو کچھ بھی بے نیاز نہیں کر سکے گا۔"

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم طائف سے واپسی پر جعرانہ تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت قبیلۂ ہوازن کے بچوں اور عورتوں میں سے چھ ہزار قیدی آپ کے ہمراہ تھے۔

[1] نورالدین علی بن احمد السمہودی، وفاء الوفا، ج ۴، ص ۱۳۷۲-۷۵
[2] عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب النجدی، مختصر سیرۃ الرسول (مکتبہ سلفیہ لاہور) ص ۶۱

اونٹوں اور بکریوں کا تو کوئی شمار ہی نہ تھا۔ ہوازن کا ایک وفد مشرف بہ اسلام ہو کر حاضر بارگاہ ہوا۔ انہوں نے درخواست کی کہ ہم پر احسان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: قیدیوں اور اموال میں سے ایک چیز پسند کر لو۔ انہوں نے عرض کیا، ہمیں قیدی محبوب ہیں۔ آپ نے فرمایا: جو قیدی میرے ہیں یا بنو عبد المطلب کے ہیں، وہ تمہارے ہیں۔ باقی جو تقسیم ہو چکے ہیں، ان کے لیے یہ طریقہ اختیار کرو:

وَاِذَا مَا اَنَا صَلَّیْتُ الظُّھْرَ بِالنَّاسِ فَقُوْمُوْا فَقُوْلُوْا اِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمُسْلِمِیْنَ وَبِالْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ فِیْ اَبْنَائِنَا وَنِسَائِنَا فَسَاُعْطِیْکُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ وَاَسْاَلُ لَکُمْ۔[1]

"جب میں لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھ لوں، تو تم کھڑے ہو کر کہنا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درخواست کرتے ہیں کہ مسلمانوں سے ہماری شفاعت فرمائیں اور مسلمان ہماری شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کریں، ہمارے بیٹوں اور عورتوں کے حق میں، تو میں تمہیں اس وقت عطا کر دوں گا اور تمہاری سفارش کروں گا۔"

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، اکثر صحابہ نے عرض کیا جو کچھ ہمارے پاس ہے، وہ حضور کا ہے۔ باقی صحابہ سے آپ نے وعدہ فرمایا کہ ہر قیدی کے بدلے، پہلے مال غنیمت سے چھ اونٹنیاں دی جائیں گی، اس طرح ہوازن کو تمام قیدی مل گئے۔

اسی موقع پر حضرت زہیر بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی) نے عرض کیا:

اُمْنُنْ عَلَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْ کَرَمٍ
فَاِنَّكَ الْمَرْءُ نَرْجُوْہُ وَ نَنْتَظِرُ[2]

[1] عبد الملک بن ہشام (م ۲۱۳ھ) السیرۃ النبویۃ (مع الروض الانف) (مکتبہ فاروقیہ ملتان) ج ۲ ص ۳۰۶
[2] عبد الرحمٰن بن عبد اللہ السہیلی، الروض الانف (مکتبہ فاروقیہ، ملتان) ج ۲ ص ۳۰۶

"یا رسول اللہ! ہم پر احسان اور کرم فرمائیں۔ آپ وہ انسان ہیں، جن کے احسان کی ہم توقع رکھتے ہیں اور منتظر ہیں۔"

قبیلہ بنو بکر اور خزاعہ کی جنگ اسلام سے پہلے چلی آ رہی تھی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر بنو بکر، قریش کے حلیف بن گئے اور خزاعہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے۔ بنو بکر نے صلح کا یہ موقع غنیمت جانا اور قریش کی مدد سے خزاعہ پر حملہ کر دیا اور لوٹ مار کی، عمرو بن سالم خزاعی چالیس افراد کو ساتھ لے کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے امداد حاصل کرنے کے لیے مدینہ طیبہ کی جانب روانہ ہوئے۔

امام طبرانی معجم صغیر میں راوی ہیں کہ حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

اِنَّھَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ مُتَوَضَّئِہٖ لَیْلًا، لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ (ثَلَاثًا) نُصِرْتَ نُصِرْتَ (ثَلَاثًا) قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ فِیْ مُتَوَضَّئِكَ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ ثَلَاثًا نُصِرْتَ نُصِرْتَ ثَلَاثًا كَاَنَّكَ تُكَلِّمُ اِنْسَانًا فَھَلْ كَانَ مَعَكَ اَحَدٌ؟ فَقَالَ ھٰذَا رَاجِزُ بَنِیْ كَعْبٍ یَسْتَصْرِخُنِیْ وَیَزْعُمُ اَنَّ قُرَیْشًا اَعَانَتْ عَلَیْھِمْ بَنِیْ بَكْرٍ (اِلٰی اَنْ قَالَتْ) قَالَتْ فَاَقَمْنَا ثَلَاثًا ثُمَّ صَلَّی الصُّبْحَ بِالنَّاسِ، فَسَمِعْتُ الرَّاجِزَ یُنْشِدُہٗ۔[1]

"انہوں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو خانے میں تین مرتبہ لبیک کہی اور تین مرتبہ نُصِرْتَ (تمہاری امداد کی گئی) فرمایا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کو تین مرتبہ لبیک اور تین مرتبہ نُصِرْتَ

[1] شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب النجدی، مختصر سیرۃ الرسول (مکتبہ سلفیہ، لاہور) ص ۳۲۳

فرماتے ہوئے سُنا جیسے آپ کسی انسان سے گفتگو فرما رہے ہوں، کیا وضو خانے میں کوئی آپ کے ساتھ تھا؟ آپ نے فرمایا، یہ بنو کعب کا رجز خواں مجھے مدد کے لیے پکار رہا تھا اور اس کا کہنا ہے کہ قریش نے ان کے خلاف بنو بکر کی امداد کی ہے۔ تین دن کے بعد آپ نے صحابہ کو صبح کی نماز پڑھائی تو ہم نے سنا کہ رجز خواں اشعار پیش کر رہا تھا؛

یہ بھی صحابی ہیں جنہوں نے تین دن کی مسافت سے بارگاہِ رسالت میں فریاد کی اور ان کی فریاد سُنی گئی۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ایک نابینا صحابی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر درخواست کرتے ہیں کہ میرے لیے بینائی کی دُعا فرمائی جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر چاہو تو میں تمہارے لئے دُعا کرتا ہوں اور چاہو تو صبر کرو اور صبر تمہارے لیے بہتر ہے۔ انہوں نے عرض کیا دُعا فرما دیں۔ آپ نے فرمایا اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت ادا کرو اور یہ دُعا مانگو؛

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ
يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ
لِتُقْضٰى اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ۔ [1]

"اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف نبی رحمت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد! میں آپ کے وسیلے سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں تاکہ پوری کر دی جائے۔ اے اللہ! میرے حق میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔"

[1] ابو عبداللہ الحاکم النیشاپوری، المستدرک (دار الفکر، بیروت) ج ۱، ص ۵۱۹

نوٹ: ترمذی شریف، ابواب الدعوات (نور محمد کراچی) ص ۵۱۵ پر بھی یہ حدیث موجود ہے لیکن اس میں لفظ یا محمد حذف کر دیا گیا ہے۔ شاید اس حدیث کو بھی عقیدۂ توحید کے مخالف سمجھا گیا ہے۔ ۱۲ قادری

امام طبرانی کی روایت میں ہے کہ ابھی ہم وہیں بیٹھے تھے، زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ صاحب تشریف لائے، ان کی بینائی بحال ہو چکی تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ انہیں کبھی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔

اہلِ مدینہ قحط میں مبتلا ہو گئے، تو انہوں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اس کی شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوتے اور بارش کی دُعا کی۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ زوردار بارش شروع ہو گئی۔ مدینہ منورہ کے آس پاس کے لوگوں نے حاضر ہو کر شکایت کی کہ ہم تو ڈوب جائیں گے۔ آپ نے دُعا کی اے اللہ! ہمارے ارد گرد بارش ہو ہم پر نہ ہو۔ چنانچہ بادل آس پاس سے اس طرح ہٹ گیا، جیسے تاج ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا؛

لَوْ اَدْرَكَ اَبُوْطَالِبٍ هٰذَا الْيَوْمَ لَسَرَّهٗ فَقَالَ لَهٗ بَعْضُ
اَصْحَابِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَدْتَّ لِقَوْلِهٖ ؎
وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ
فقال اجل۔ [1]

"اگر ابو طالب اس دن کو پاتے، تو انہیں خوشی ہوتی۔ ایک صحابی نے عرض کیا حضور! آپ کا اشارہ ان کے اس شعر کی طرف ہے،

گورے رنگ والے جن کے چہرے کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگی جاتی ہے۔ یتیموں اور ناداروں کے ملجا و ماویٰ!

فرمایا، ہاں!"

[1] ابن ہشام، السیرۃ النبویہ (مع الروض الانف) ج ۱، ص ۱۷۹

وصال کے بعد توسل

امام قسطلانی، ابن منیر سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کی اطلاع ملی تو روتے ہوئے حاضر ہوئے اور چہرۂ انور سے کپڑا اٹھا کر یوں عرض کرنے لگے:

وَلَوْ اَنَّ مَوْتَكَ كَانَ اخْتِيَارًا لَجُدْنَا لِمَوْتِكَ بِالنُّفُوْسِ
اُذْكُرْنَا يَا مُحَمَّدُ عِنْدَ رَبِّكَ وَلْنَكُنْ مِنْ بَالِكَ۔ [1]

"اگر آپ کی موت میں ہمیں اختیار دیا جاتا تو ہم آپ کے وصال کے لیے اپنی جانیں قربان کر دیتے۔ حضور! اپنے رب کے پاس ہمیں یاد کرنا اور ہمارا خیال ضرور رکھنا۔"

ایک صاحب کسی مقصد کے لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کرنا چاہتے تھے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ انہوں نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تذکرہ کیا۔ انہوں نے فرمایا: وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھو اور اس کے بعد یہ دعا مانگو: اللّٰھم انی اسئلك الخ

انہوں نے یہ عمل کیا نہ صرف حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہو گئی اور انہوں نے ان کی حاجت پوری کر دی، بلکہ فرمایا: جب کوئی کام ہو تو میرے پاس آجانا۔ یہ صاحب واپسی پر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور شکریہ ادا کیا کہ آپ کی سفارش سے میرا کام ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے سفارش بالکل نہیں کی۔ میں نے تو تمہیں وہ عمل بتایا تھا جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نابینا صحابی کو تعلیم فرمایا تھا۔ (ملخصاً) [2]

[1] احمد بن محمد القسطلانی، امام: (م ۹۲۳ھ) مواہب لدنیہ (مع شرح الزرقانی) ج ۸ ص ۳۲۲
[2] الطبرانی، امام: المعجم الصغیر ص ۱۰۳.

حضرت مالک الدار (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خازن) راوی ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں قحط واقع ہو گیا۔ ایک صاحب (حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی) حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار انور پر حاضر ہوئے اور عرض کی:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَسْقِ لِاُمَّتِكَ فَاِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْا

"یا رسول اللہ! اپنی امت کے لیے بارش کی دعا فرمائیے کیونکہ وہ لوگ ہلاک ہوتے جا رہے ہیں۔"

قَالَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ وَقَالَ اِئْتِ عُمَرَ فَمُرْهُ اَنْ يَسْتَسْقِيَ لِلنَّاسِ فَاِنَّهُمْ سَيُسْقَوْنَ وَقُلْ لَهُ عَلَيْكَ الْكَيْسَ الْكَيْسَ فَاَتَى الرَّجُلُ عُمَرَ فَاَخْبَرَهُ قَالَ فَبَكٰى عُمَرُ وَقَالَ يَا رَبِّ مَا آلُوْ اِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ [1]

"خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: عمر کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ لوگوں کے لیے بارش کی دعا کریں، انہیں بارش دی جائے گی اور انہیں کہو کہ احتیاط کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو۔ وہ صاحب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ماجرا بیان کیا۔ حضرت عمر رو دیئے۔ اور کہا یا اللہ! میں اپنی بساط بھر کوتاہی نہیں کرتا۔"

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ۱۸ھ میں پھر قحط واقع ہوا، جسے عام الرمادہ کہتے ہیں۔ حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی قوم بنو مزینہ نے کہا، ہم مرے جا رہے ہیں کوئی بکری ذبح کیجئے۔ فرمایا: بکریوں میں کچھ نہیں رہا۔ اصرار بڑھا تو انہوں نے بکری ذبح کی۔ جب اس کی کھال اتاری تو نیچے سے سرخ ہڈی نکلی

[1] ابن عبد البر النمری القرطبی، الاستیعاب (دار صادر، بیروت) ج ۲، ص ۴۶۴

یہ دیکھ کر حضرت بلال مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فریاد کی:

فَنَادٰی یَا مُحَمَّدَاہ فَلَمَّا اَمْسٰی فَاُرِیَ فِی الْمَنَامِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَہٗ اَبْشِرْ بِالْحَیَاۃِ[1]

"اور پکارا یا محمداہ۔ رات ہوئی تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں فرما رہے ہیں کہ تمہیں زندگی مبارک ہو۔"

جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے ساتھ فوج کی تعداد ساٹھ ہزار تھی جبکہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی۔ مقابلہ بہت شدید تھا۔ ایک وقت نوبت یہاں تک پہنچی کہ مسلمان مجاہدین کے پاؤں اکھڑنے لگے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپہ سالار تھے۔ انہوں نے یہ حالت دیکھی:

نَادٰی بِشِعَارِ الْمُسْلِمِیْنَ وَکَانَ شِعَارُھُمْ یَوْمَئِذٍ یَا مُحَمَّدَاہْ[2]

"تو انہوں نے مسلمانوں کی علامت کے ساتھ ندا کی، اس دن مسلمانوں کی علامت تھی یا محمداہ!"

حضرت ابوعبیدہ ابن عامر الجراح نے حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، کو ایک ہزار افراد کے ہمراہ حلب کا جائزہ لینے کے لیے روانہ کیا۔ جب وہ حلب کے قریب پہنچے تو یوقنا پانچ ہزار افراد کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ مسلمان جم کر لڑے، اتنے میں پیچھے چھپے ہوئے پانچ ہزار افراد کے لشکر نے حملہ کر دیا۔ اس خطرناک صورتِ حال نے مسلمانوں کو بے حد پریشان کر دیا۔ حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا تھامے ہوئے بلند آواز سے پکارا:

[1] حافظ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (مکتبۃ المعارف، بیروت) ج ۷، ص ۹۱

[2] ایضاً، 〃 〃 〃 ج ۶، ص ۳۲۴

یَا مُحَمَّدُ! یَا مُحَمَّدُ! یَا نَصْرَ اللّٰہِ اِنْزِلْ[1]

"یا محمد (دو بار) اے اللہ کی امداد، نزول فرما"

مسلمان ان کے گرد جمع ہو گئے اور کمال ثابت قدمی سے دشمن کا مقابلہ کیا۔

فتح بہنسا کے موقع پر ایک دفعہ جب رات بھر جنگ ہوتی رہی اُس وقت مسلمانوں کا شعار (علامتی نشان) تھا۔

یَا مُحَمَّدُ! یَا مُحَمَّدُ! یَا نَصْرَ اللّٰہِ اِنْزِلْ[2]

ابوالجوزاء حضرت اوس بن عبداللہ فرماتے ہیں ایک دفعہ مدینہ طیبہ میں سخت قحط پڑا۔ اہلِ مدینہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا:

اُنْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوْا مِنْہُ کُوًّا اِلَی السَّمَاءِ حَتّٰی لَا یَکُوْنَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ قَالَ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا مَطَرًا حَتّٰی نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰی تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّیَ عَامَ الْفَتْقِ[3]

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزارِ مبارک کو دیکھو اور آسمان کی طرف اس کا روشن دان کھول دو تاکہ اس کے اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اتنی بارش ہوئی کہ سبزہ اگا، اونٹ موٹے ہو گئے اور چربی کی زیادتی کی وجہ سے ان کے جسم پھٹ گئے۔ چنانچہ اس سال کا نام ہی عام الفتق رکھ دیا گیا۔"

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں مبارک سو گیا

[1] محمد بن عمر الواقدی، فتوح الشام (مصطفیٰ البابی، مصر ۱۹۳۴ء) ج ۱، ص ۱۹۶

[2] ایضاً، 〃 〃 〃 ج ۲، ص ۲۱۸

[3] عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی (م ۲۵۵ھ) سنن دارمی (دار المحاسن، مصر) ج ۱، ص ۴۳

فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ، اُذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْکَ فَقَالَ
یَا مُحَمَّدُ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ[1]

"ایک شخص نے انہیں کہا: اس ہستی کو یاد کرو جو تمہیں تمام انسانوں سے زیادہ محبوب ہو۔ انہوں نے کہا: یا محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ اسی وقت چنگے بھلے ہو گئے، گویا قید سے آزاد کر دیئے گئے ہوں۔"

"اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک شخص کا پاؤں سو گیا، تو آپ نے اسے فرمایا: "اس ہستی کو یاد کرو جو تمہیں سب انسانوں سے زیادہ محبوب ہیں"۔ اس نے کہا: "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" اس کا پاؤں صحیح ہو گیا۔"[2]

"ہیثم بن عدی کہتے ہیں کہ بنو عامر نے بصرہ میں اپنے جانور کھیتی میں چرائے انہیں طلب کرنے کے لیے حضرت موسیٰ اشعری (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کی طرف سے) بھیجے گئے۔ بنو عامر نے بلند آواز سے اپنی قوم آل عامر کو بلایا تو حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی) اپنے رشتہ داروں کی ایک جماعت کے ساتھ نکلے انہیں حضرت ابو موسیٰ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے پوچھا: آپ کیوں نکلے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنی قوم کی پکار سنی تھی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے انہیں تازیانے لگائے۔ اس پر حضرت نابغہ (صحابی) رضی اللہ عنہ نے کہا ؎

فَاِنْ تَكُ لِابْنِ عَفَّانَ اَمِيْنًا ... فَلَمْ يَبْعَثْ بِكَ الْبَرَّ الْاَمِيْنَا
وَيَا قَبْرَ النَّبِيِّ وَصَاحِبَيْهِ ... اَلَا يَا غَوْثَنَا لَوْ تَسْمَعُوْنَا[3]

---

[1] ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی، امام، الاذکار (مصطفیٰ البابی الحلبی مصر)، ص ۲۷۱

[2] ایضاً " " " ص ۲۷۱

[3] ابن عبد البر النمری القرطبی (م ۴۶۳ھ) الاستیعاب علی الاصابہ (دار صادر بیروت) ج ۳، ص ۵۸۶

"اگر تو ابن عفان کا امین ہے، تو انہوں نے تجھے احسان کرنے والا امین بنا کر نہیں بھیجا؟"

"اے نبی اور ان کے دو صاحبوں کی قبر! اے ہمارے فریاد رس!

کاش آپ ہماری فریاد سن لیں!"

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمشیرہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب حراست میں میدانِ جنگ سے گزریں تو بے ساختہ فریاد کی:

يَا مُحَمَّدَاهُ! يَا مُحَمَّدَاهُ صَلّٰى عَلَيْكَ اللّٰهُ وَمَلَكُ السَّمَاءِ
هٰذَا حُسَيْنٌ بِالْعَرَاءِ مُزَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ مُقَطَّعُ الْاَعْضَاءِ
يَا مُحَمَّدَاهُ! وَبَنَاتُكَ سَبَايَا وَذُرِّيَّتُكَ مُقَتَّلَةٌ تَسْفِيْ
عَلَيْهَا الصَّبَا — قَالَ فَاَبْكَتْ كُلَّ عَدُوٍّ وَصَدِيْقٍ[1]

"اے بہت ہی تعریف کیے ہوئے! امداد (دو مرتبہ) اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے اور آسمانی فرشتے درود بھیجیں، یہ حسین میدان میں ہیں، خون میں نہائے ہوئے، اعضاء کٹے ہوئے۔ یا محمد! امداد، آپ کی بیٹیاں حراست میں ہیں، آپ کی اولاد شہید کر دی گئی۔ بادِ صبا ان پر مٹی اڑا رہی ہے۔ راوی کہتے ہیں ان کی پر سوز فریاد نے ہر اپنے اور بیگانے کو رلا دیا۔

امتِ مسلمہ ——— اور توسل

اجماعِ صحابہ

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ راوی ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بارش کی دعا اس طرح مانگا کرتے تھے۔

---

[1] ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ (مکتبۃ المعارف، بیروت) ج ۸، ص ۱۹۳

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ اِذَا قُحِطُوا اسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ۔[1]

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہو جاتے تو حضرت عمر فاروق، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وسیلے سے بارش کی دعا کرتے اور عرض کرتے بارِ الٰہا! ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی کے محترم چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں، تو ہمیں سیراب فرما، تو انہیں بارش عطا کر دی جاتی۔" (ملخصاً)

ابن تیمیہ اور ان کے مقلدین کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بجائے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ پیش کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وصال کے بعد توسل جائز نہیں، یہ کھلا ہوا مغالطہ ہے۔

(۱) اس حدیث سے یہ ثابت ہو گیا کہ بارگاہِ الٰہی میں صرف اعمالِ صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا ہی جائز نہیں، بلکہ ذواتِ صالحین کا وسیلہ پیش کرنا بھی جائز ہے اور اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے، کیونکہ یہ دعا صحابہ کرام کے اجتماع میں مانگی گئی اور کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا، جبکہ تمہیں اس سے انکار ہے۔

(۲) اگرچہ حضرتِ عباس وہ برگزیدہ ہستی ہیں کہ خود اُن کا وسیلہ بھی پیش کیا جا سکتا تھا، لیکن حضرت عمر فاروق نے یوں عرض کیا کہ یا اللہ! ہم تیرے نبی کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں؛ تو در اصل یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا وسیلہ ہے۔

[1] محمد بن اسماعیل البخاری، امام، صحیح البخاری (نور محمد، کراچی) ج ۱ ص ۱۳۷

علامہ بدر الدین عینی کی نقل کردہ روایت میں ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر حضرتِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے دعا مانگی۔ پھر حضرت عباس نے جو اُن کے ساتھ منبر پر تشریف فرما تھے۔ ان الفاظ میں دعا کی:

اَللّٰهُمَّ لَمْ يَنْزِلْ بَلَاءٌ اِلَّا بِذَنْبٍ وَلَمْ يُكْشَفْ اِلَّا بِتَوْبَةٍ وَقَدْ تَوَجَّهَ بِيَ الْقَوْمُ اِلَيْكَ لِمَكَانِيْ مِنْ نَبِيِّكَ۔[1]

"اے اللہ! بلا، گناہوں کے سبب ہی نازل ہوتی ہے اور توبہ ہی سے دور ہوتی ہے۔ یہ لوگ میرے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوئے ہیں کہ میرا تیرے نبی سے تعلق ہے۔"

حافظ ابن عبد البر، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

وَرُوِيْنَا مِنْ وُجُوْهٍ عَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ خَرَجَ يَسْتَسْقِيْ وَخَرَجَ مَعَهٗ بِالْعَبَّاسِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّا نَتَقَرَّبُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَسْتَشْفِعُ بِهٖ فَاحْفَظْ فِيْهِ نَبِيَّكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا حَفِظْتَ الْغُلَامَيْنِ لِصَلَاحِ اَبِيْهِمَا۔[2]

"ہمیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعدد روایات پہنچی ہیں کہ وہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ استسقاء کے لیے نکلے اور دعا کی اے اللہ! ہم تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کے وسیلے سے تیرا قرب چاہتے ہیں، ان کو شفیع بناتے ہیں۔ پس تو ان میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رعایت فرما جیسے تو نے دو بچوں کی ان کے باپ کی نیکی کے طفیل حفاظت فرمائی (کہ ان کی گرتی دیوار سیدھی کر دی)

[1] بدر الدین محمود عینی، علامہ، عمدۃ القاری (محمد امین دمج، بیروت) ج ۷، ص ۳۲

[2] ابن عبد البر النمری القرطبی، استیعاب (دار صادر، بیروت) ج ۳، ص ۹۹

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے دُعا کرنا در اصل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہی سے توسل ہے۔

(۳) بارگاہِ خداوندی میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنا تو مسلم تھا ہی، حضرت فاروقِ اعظم نے حضرت عباس کا وسیلہ پیش کرکے بتلا دیا کہ توسل حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ آپ کے قرابت دار اور اہلِ صلاح متقیوں کا وسیلہ بھی پیش کیا جا سکتا ہے تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ رہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ بنایا جا سکتا ہے۔ امتی کو وسیلہ نہیں بنا سکتے۔

حضرت سلیم بن عامر خبائری راوی ہیں:

إِنَّ السَّمَاءَ قُحِطَتْ فَخَرَجَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَهْلُ دِمَشْقَ يَسْتَسْقُونَ فَلَمَّا قَعَدَ مُعَاوِيَةُ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ أَيْنَ يَزِيدُ بْنُ الْأَسْوَدِ الْجُرَشِيُّ؟ قَالَ فَنَادَاهُ النَّاسُ فَأَقْبَلَ يَتَخَطَّى فَأَمَرَهُ مُعَاوِيَةُ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَعَدَ عِنْدَ رِجْلَيْهِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَشْفِعُ إِلَيْكَ الْيَوْمَ بِخَيْرِنَا وَأَفْضَلِنَا اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَشْفِعُ إِلَيْكَ بِيَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ الْجُرَشِيِّ يَا يَزِيدُ ارْفَعْ يَدَيْكَ إِلَى اللهِ فَرَفَعَ يَزِيدُ وَرَفَعَ النَّاسُ أَيْدِيَهُمْ فَمَا كَانَ أَوْشَكَ أَنْ ثَارَتْ سَحَابَةٌ فِي الْمَغْرِبِ وَهَبَّتْ لَهَا رِيحٌ فَسُقِيْنَا حَتَّى كَادَ النَّاسُ لَا يَصِلُونَ إِلَى مَنَازِلِهِمْ [لہ]

"بارش نہیں ہوئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہلِ دمشق بارش کی دُعا کے لیے باہر نکلے۔ جب حضرت امیر معاویہ منبر پر بیٹھے، تو فرمایا:

لہ ابن سعد (م ۲۳۰ھ) الطبقات (دار صادر، بیروت) ج ۷، ص ۴۴۴

یزید بن الاسود الجرشی کہاں ہیں؟ لوگوں نے انہیں بلایا، تو وہ پھلانگتے ہوئے تشریف لائے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر وہ منبر پر چڑھے اور ان کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ حضرت امیر معاویہ نے دعا مانگی، اے اللہ! آج ہم بہتر اور افضل شخصیت کی سفارش پیش کرتے ہیں۔ اے اللہ ہم تیری بارگاہ میں یزید بن الاسود الجرشی کی سفارش پیش کرتے ہیں۔

یزید! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھاؤ۔ انہوں نے ہاتھ اٹھائے، لوگوں نے بھی ہاتھ اٹھائے (اور دُعا کی) اچانک مغرب کی طرف سے ایک بادل اٹھا ہوا چلنے لگی اور زوردار بارش شروع ہوگئی۔ یہاں تک کہ لوگوں کو گھروں تک پہنچنا مشکل ہوگیا۔"

اس اجتماع میں صحابہ کرام بھی موجود ہیں، تابعین بھی حاضر ہیں۔ ان میں سے کسی نے ایک مردِ صالح کے وسیلے سے دُعا مانگنے پر اعتراض نہیں کیا۔ یہ بھی ان حضرات کا جوازِ توسل پر اجماع ہے۔

توسل ــــ اور ائمہ اربعہ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں:

يَا مَالِكِي كُنْ شَافِعِي فِي فَاقَتِي ۔ إِنِّي فَقِيرٌ فِي الْوَرَى لِغِنَاكَ
يَا أَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرَى ۔ جُدْ لِي بِجُودِكَ وَارْضِنِي بِرِضَاكَ
أَنَا طَامِعٌ بِالْجُودِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ ۔ لِأَبِي حَنِيفَةَ فِي الْأَنَامِ سِوَاكَ [لہ]

"اے میرے مالک! آپ میری حاجت میں شفیع ہوں، میں تمام مخلوق میں آپ کے غنا کا فقیر ہوں۔"

لہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، امام، قصیدۂ نعمانیہ (مع الخیرات الحسان، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد) ص ۲۰۰-۱۹۹

"اے جن و انس سے زیادہ کریم! اے مخلوق کے خزانے!
مجھ پر احسان فرمائیں اور اپنی رضا سے مجھ سے راضی ہوں۔
"میں آپ کی بخشش کا امیدوار ہوں اور آپ کے سوا مخلوق میں ابو حنیفہ کا کوئی نہیں"

حضرت امام مالک مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں، منصور (بنو عباس کے خلیفہ ثانی) نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار انور کی زیارت کے لیے حاضری دی تو حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا: اے ابو عبداللہ! میں قبلہ رخ ہو کر دعا کروں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف رخ کروں؟ امام مالک نے فرمایا:

وَلِمَ تَصْرِفُ وَجْهَكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسِيْلَتُكَ وَوَسِيْلَةُ أَبِيْكَ آدَمَ إِلَى اللهِ تَعَالَى بَلِ اسْتَقْبِلْهُ وَاسْتَشْفِعْ بِهِ فَيُشَفِّعَهُ اللهُ فِيْكَ ۔[1]

"تم اپنا چہرہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیوں پھیرتے ہو، حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تیرا اور تیرے جد امجد سیدنا آدم علیہ السلام کا وسیلہ ہیں، بلکہ حضور کی طرف رخ کر اور ان سے شفاعت کی درخواست کر، اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں حضور کی شفاعت قبول فرمائے گا۔"

تعجب ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں بہت سے لوگوں کو کعبہ شریف کی طرف پاؤں پھیلا کر سوتے ہوئے دیکھا گیا ہے، انہیں کوئی منع نہیں کرتا، لیکن بارگاہِ رسالت میں صلوٰۃ و سلام عرض کرنے والوں کو باصرار کہا جاتا ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگو اور اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پشت کر لو ــــ فیا للعجب! والی اللہ المشتکی۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

[1] قاضی عیاض مالکی، امام، الشفاء (فاروقی کتب خانہ، ملتان) ج ۲، ص ۳۳

آلُ النَّبِيِّ ذَرِيْعَتِيْ وَهُمْ إِلَيْهِ وَسِيْلَتِيْ
أَرْجُوْ بِهِمْ أُعْطَى غَدًا بِيَدِي الْيَمِيْنِ صَحِيْفَتِيْ [1]

"آل نبی میرا ذریعہ ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف میرا وسیلہ ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ان کے وسیلے سے مجھے قیامت کے دن نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔"

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے دعا مانگی، تو ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ کو تعجب ہوا۔ امام احمد نے فرمایا:

إِنَّ الشَّافِعِيَّ كَالشَّمْسِ لِلنَّاسِ وَكَالْعَافِيَةِ لِلْبَدَنِ [2]

"امام شافعی کی مثال ایسی ہے جیسے لوگوں کے لیے سورج اور بدن کے لیے صحت"

توسل ــــ اور ائمہ اعلام

مسئلہ توسل کے بارے میں علماء اسلام کے اقوال اور واقعات کو جمع کیا جائے تو ایک مبسوط کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ اختصار کے پیش نظر چند علماء اسلام کے ارشادات نقل کیے جاتے ہیں،

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۵۰۵ھ) آداب السفر میں فرماتے ہیں،

وَيَدْخُلُ فِيْ جُمْلَتِهِ زِيَارَةُ قُبُوْرِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَزِيَارَةُ قُبُوْرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَسَائِرِ الْعُلَمَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَكُلُّ مَنْ يُتَبَرَّكُ بِمُشَاهَدَتِهِ فِيْ حَيَاتِهِ يُتَبَرَّكُ بِزِيَارَتِهِ بَعْدَ وَفَاتِهِ وَيَجُوْزُ شَدُّ الرِّحَالِ لِهٰذَا الْغَرَضِ ۔[3]

[1] احمد بن حجر المکی (م ۹۷۴ھ) الصواعق المحرقہ (مکتبۃ القاہرہ، مصر) ص ۱۸۰
[2] یوسف بن اسماعیل النبہانی، شواہد الحق (مصطفی البابی، مصر) ص ۱۶۶
[3] ابو حامد محمد بن محمد الغزالی، الامام، احیاء علوم الدین (دار المعرفۃ، بیروت) ج ۲، ص ۲۴۷

"سفر کی دوسری قسم میں انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ، تابعین اور دیگر علماء و اولیاء کے مزارات کی زیارت بھی داخل ہے۔ زندگی میں جس کی زیارت سے برکت حاصل کی جا سکتی ہے، وفات کے بعد بھی اس کی زیارت سے برکت حاصل کی جا سکتی ہے"

امام ابن الحاج جو علماء متشددین میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے اولیاء کرام، انبیاء عظام اور خصوصاً حضور سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے توسل اور استغاثہ کا طریقہ شرح و بسط سے بیان کیا ہے۔ ذیل میں چند اقتباسات نقل کیے جاتے ہیں:

اگر میت عوام الناس میں سے ہے تو اس کی قبر کی زیارت کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ کی جانب بیٹھ کر میت کی طرف رخ کرے۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے۔ پھر جہاں تک ممکن ہو میت کے لیے دعا کرے:

وَكَذَالِكَ يَدْعُوْ عِنْدَ هٰذِهِ الْقُبُوْرِ عِنْدَ نَازِلَةٍ نَزَلَتْ بِهٖ أَوْ بِالْمُسْلِمِيْنَ وَيَتَضَرَّعُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ زَوَالِهَا وَكَشْفِهَا عَنْهُ وَعَنْهُمْ [1]

"اسی طرح ان قبور کے پاس جا کر دعا کرے۔ جب زائر پر یا مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑائے کہ اس مصیبت کو زائر اور مسلمانوں سے دور فرمائے۔"

ثُمَّ يَتَوَسَّلُ بِأَهْلِ تِلْكَ الْمَقَابِرِ أَعْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ مِنْهُمْ فِيْ قَضَاءِ حَوَائِجِهٖ وَمَغْفِرَةِ ذُنُوْبِهٖ ثُمَّ يَدْعُوْ لِنَفْسِهٖ وَلِوَالِدَيْهِ وَلِمَشَائِخِهٖ وَلِأَقَارِبِهٖ وَلِأَهْلِ تِلْكَ الْمَقَابِرِ وَلِأَمْوَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ وَلِأَحْيَائِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ وَلِمَنْ غَابَ عَنْهُ مِنْ إِخْوَانِهٖ وَيَجْأَرُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى

[1] ابن الحاج، امام، المدخل (دار الکتاب العربی، بیروت) ج ۱، ص ۲۴۸

بِالدُّعَاءِ عِنْدَهُمْ وَيُكْثِرُ التَّوَسُّلَ بِهِمْ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى لِأَنَّهٗ سُبْحَانَهٗ اجْتَبَاهُمْ وَشَرَّفَهُمْ وَكَرَّمَهُمْ فَكَمَا نَفَعَ بِهِمْ فِي الدُّنْيَا فَفِي الْآخِرَةِ أَكْثَرُ فَمَنْ أَرَادَ حَاجَةً فَلْيَذْهَبْ إِلَيْهِمْ وَيَتَوَسَّلْ بِهِمْ فَإِنَّهُمُ الْوَاسِطَةُ بَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَخَلْقِهٖ۔

وَقَدْ تَقَرَّرَ فِي الشَّرْعِ وَعُلِمَ مَا لِلّٰهِ تَعَالٰى بِهِمْ مِنَ الْاِعْتِنَاءِ وَذٰلِكَ كَثِيْرٌ مَشْهُوْرٌ وَمَا زَالَ النَّاسُ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْأَكَابِرِ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ مَشْرِقًا وَمَغْرِبًا يَتَبَرَّكُوْنَ بِزِيَارَةِ قُبُوْرِهِمْ وَيَجِدُوْنَ بَرَكَةَ ذَالِكَ حِسًّا وَمَعْنًى [1]

"پھر اپنی حاجتوں کے بر آنے اور گناہوں کی مغفرت میں اولیاء کرام کا وسیلہ پیش کرے، پھر اپنے لیے والدین، مشائخ اور اقرباء کے لیے، ان اہل قبور کے لیے اور زندہ و مردہ عام مسلمانوں اور قیامت تک آنے والی اُن کی اولادوں کیلئے اور جو بھائی غائب ہیں، اُن سب کے لیے دعا کرے۔

اور ان اولیاء کرام کے پاس کھڑا ہو کر عاجزانہ بارگاہِ الٰہی میں دعا کرے اور کثرت سے اُن کا وسیلہ پیش کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں منتخب فرما لیا ہے اور انہیں شرافت و کرامت سے نوازا ہے۔ جس طرح دُنیا میں اُن کے ذریعے نفع عطا فرمایا ہے۔ آخرت میں اس سے زیادہ نفع ہے۔ جو شخص کسی حاجت کا ارادہ کرے، تو وہ ان حضرات کے پاس جائے اور ان کا وسیلہ پیش کرے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں۔

شریعت میں ثابت اور معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی کتنی عزت افزائی فرماتا ہے اور یہ بکثرت ہے اور مشہور ہے۔ علماء مشرق و مغرب کے عظیم اکابر مزاراتِ اولیاء کی زیارت سے برکت حاصل کرتے رہے ہیں اور حسی اور معنوی

[1] ابن الحاج، امام، المدخل ج ۱، ص ۲۴۹

طور پر اس کی برکت پاتے رہے ہیں۔"

پھر شیخ امام ابو عبد اللہ بن النعمان رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل کرتے ہیں،

تحقق لذوی البصائر والاعتبار ان زیارۃ قبور الصالحین محبوبۃ لاجل التبرک مع الاعتبار فان برکۃ الصالحین جاریۃ بعد مماتھم کما کانت فی حیاتھم والدعاء عند قبور الصالحین والتشفع بھم معمول بہ عند علمائنا المحققین من ائمۃ الدین۔[1]

"ارباب بصیرت و اعتبار کے نزدیک ثابت ہے کہ اولیاء کرام کے مزارات کی زیارت برکت اور عبرت حاصل کرنے کے لیے محبوب ہے، کیونکہ اولیاء کرام کی برکت اُن کی (ظاہری) زندگی کی طرح وصال کے بعد بھی جاری ہے۔ اولیاء کرام کی قبروں کے پاس دُعا کرنا اور ان کو وسیلہ بنانا ہمارے علماء محققین، ائمہ دین کا معمول ہے۔"

اس کے بعد انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مزارات پر حاضری دینے کے بارے میں فرماتے ہیں،

واما عظیم جناب الانبیاء والرسل صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین فیأتی الیھم الزائر ویتعین علیہ قصدھم من الاماکن البعیدۃ، فاذا جاء الیھم فلیتصف بالذل والانکسار والمسکنۃ والفقر والحاجۃ والاضطرار والخضوع، ویحضر قلبہ وخاطرہ الیھم والی مشاھدتھم بعین قلبہ لا بعین بصرہ، لانھم لا یبلون

[1] ابن الحاج، امام، المدخل ج ۱، ص ۲۴۹

ولا یتغیرون ثم یثنی علی اللہ تعالیٰ بما ھو اھلہ، ثم یصلی علیھم ویترضی عن اصحابھم ثم یترحم علی التابعین لھم باحسان الی یوم الدین ثم یتوسل الی اللہ تعالیٰ بھم فی قضاء مآربہ ومغفرۃ ذنوبہ ویستغیث بھم ویطلب حوائجہ منھم ویجزم بالاجابۃ ببرکتھم ویقوی حسن ظنہ فی ذالک فانھم باب اللہ المفتوح۔

وجرت سنتہ سبحانہ وتعالیٰ فی قضاء الحوائج علی ایدیھم وبسببھم ومن عجز عن الوصول الیھم فلیرسل بالسلام علیھم ویذکر ما یحتاج الیہ من حوائجہ ومغفرۃ ذنوبہ وستر عیوبہ الی غیر ذالک فانھم السادات الکرام والکرام لا یردون من سألھم ولا من توسل بھم ولا من قصدھم ولا من لجأ الیھم[1]

"انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظیم بارگاہ میں زائر حاضر ہو اور اس پر لازم ہے کہ دُور دراز سے ان کا قصد کرے۔ جب ان کی بارگاہ میں حاضر ہو تو عاجزی، انکساری، فقر و فاقہ، حاجت و اضطرار اور فروتنی سے موصوف ہو، اپنے دل اور خیال کو ان کی بارگاہ میں حاضر کرے اور سر کی آنکھ سے نہیں دل کی آنکھ سے ان کی زیارت کی طرف متوجہ ہو، کیونکہ انبیاء کرام کے اجسام مبارکہ میں بوسیدگی اور تغیر پیدا نہیں ہوتا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان حمد و ثنا کرے، انبیاء کرام پر دُرود بھیجے، ان کے اصحاب کے لیے رضائے الٰہی کی دُعا کرے

[1] ابن الحاج، امام، المدخل ج ۱، ص ۲-۲۵۱

اور قیامت تک اصحاب کے نقشِ قدم پر چلنے والوں کے لیے دعائے رحمت کرے پھر اپنی حاجتوں کے بر آنے اور گناہوں کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء کرام کا وسیلہ پیش کرے، ان کی بدولت امداد کی درخواست کرے اور اپنی حاجتیں ان سے طلب کرے اور یقین کرے کہ ان کی برکت سے دُعا مقبول ہوگی اور اس سلسلے میں تمام تر حُسنِ ظن سے کام لے کیونکہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کا کھلا ہوا دروازہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عادتِ کریمہ جاری ہے کہ اُن کے سبب اور ان کے ہاتھوں پر حاجتیں بر لاتا ہے جو شخص ان کی بارگاہ میں حاضر نہ ہو سکے، وہ ان کی بارگاہ میں سلام بھیجے اور اپنی حاجتوں، گناہوں کی مغفرت اور عیوب کی پوشیدگی وغیرہ کا ذکر کرے، کیونکہ یہ حضرات سادات کرام ہیں اور کریم سوال کرنے والے، وسیلہ پکڑنے والے، قصد کرنے اور پناہ لینے والے کو رد نہیں کرتے۔"

حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسّل

اور امام ابن الحاج

وَاَمَّا فِیْ زِیَارَۃِ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَامُہٗ فَکُلُّ مَا ذُکِرَ یَزِیْدُ عَلَیْہِ اَضْعَافَہٗ اَعْنِیْ فِی الْاِنْکِسَارِ وَالذُّلِّ وَالْمَسْکَنَۃِ لِاَنَّہُ الشَّافِعُ الْمُشَفَّعُ الَّذِیْ لَا تُرَدُّ شَفَاعَتُہٗ وَلَا یَخِیْبُ مَنْ قَصَدَہٗ وَلَا مَنْ نَزَلَ بِسَاحَتِہٖ وَلَا مَنِ اسْتَعَانَ اَوِ اسْتَغَاثَ بِہٖ اِذْ اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قُطْبُ دَائِرَۃِ الْکَمَالِ وَعَرُوْسُ

مَمْلَکَۃِ اللّٰہِ۔

فَمَنْ تَوَسَّلَ بِہٖ اَوِ اسْتَغَاثَ بِہٖ اَوْ طَلَبَ حَوَائِجَہٗ مِنْہُ فَلَا یُرَدُّ وَلَا یَخِیْبُ لِمَا شَہِدَتْ بِہِ الْمُعَایَنَۃُ وَالْاٰثَارُ وَیُحْتَاجُ اِلَی الْاَدَبِ الْکُلِّیِّ فِیْ زِیَارَتِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَقَدْ قَالَ عُلَمَاءُنَا رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَنَّ الزَّائِرَ یُشْعِرُ نَفْسَہٗ بِاَنَّہٗ وَاقِفٌ بَیْنَ یَدَیْہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کَمَا ھُوَ فِیْ حَیَاتِہٖ اِذْ لَا فَرْقَ بَیْنَ مَوْتِہٖ وَحَیَاتِہٖ اَعْنِیْ فِیْ مُشَاھَدَتِہٖ لِاُمَّتِہٖ وَمَعْرِفَتِہٖ بِاَحْوَالِہِمْ وَنِیَّاتِہِمْ وَعَزَائِمِہِمْ وَخَوَاطِرِہِمْ وَذٰلِکَ عِنْدَہٗ جَلِیٌّ لَا خَفَاءَ فِیْہِ۔ [1]

"حضور سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت میں مذکورہ امور یعنی عاجزی، انکساری اور مسکنت میں کئی گنا اضافہ کرے، کیونکہ آپ وہ مقبول الشفاعۃ شفیع ہیں، جن کی شفاعت رد نہیں کی جاتی۔ آپ کا قصد کرنے والا آپ کے دربار میں حاضر ہونے والا آپ سے استعانت و استغاثہ کرنے والا محروم نہیں لوٹایا جاتا، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دائرہ کمال کے قطب اور مُلکِ الٰہی کے دُولہا ہیں۔

جو شخص آپ کا وسیلہ پکڑتا ہے یا آپ کے ذریعے مدد طلب کرتا ہے اپنی حاجتیں طلب کرتا ہے، وہ محروم نہیں کیا جاتا۔ مشاہدہ اور آثار اس پر شاہد ہیں۔ آپ کی زیارت میں کامل ادب کی ضرورت ہے۔ ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زائر یُوں محسوس کرے کہ میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں جیسے کہ آپ کی حیاتِ ظاہرہ میں تھا، کیونکہ آپ کی موت اور حیات میں فرق نہیں ہے۔ آپ اُمّت کا

[1] ابن الحاج، امام: المدخل، ج ۱، ص ۲۵۲

مشاہدہ فرماتے ہیں اور اُن کے احوال، نیتوں، ارادوں اور خیالات کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور یہ آپ کے نزدیک ظاہر ہے، اس میں کوئی خفا نہیں ہے"

ابھی امام ابن الحاج کی یہ عبارت گزری ہے،

فَمَنْ اَرَادَ حَاجَةً فَلْیَذْهَبْ اِلَیْهِمْ وَیَتَوَسَّلْ بِهِمْ فَاِنَّهُمُ الْوَاسِطَةُ بَیْنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَخَلْقِهٖ [1]

"جو شخص کسی حاجت کا ارادہ کرے وہ اولیاء کرام کے مزارات پر جائے اور ان کا وسیلہ پکڑے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں"

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں،

قِیْلَ اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ [2]

"کہا گیا ہے کہ جب تم مختلف امور میں حیران ہو جاؤ، تو اہلِ قبور سے استعانت کرو"
یعنی اہلِ قبور کے وسیلے سے دعا کرو، اللہ تعالیٰ مرادیں بر لائے گا۔

امام علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

اِعْلَمْ اَنَّهٗ یَجُوْزُ وَیَحْسُنُ التَّوَسُّلُ وَالْاِسْتِعَانَةُ وَالتَّشَفُّعُ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی رَبِّهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی وَجَوَازُ ذٰلِكَ وَحُسْنُهٗ مِنَ الْاُمُوْرِ الْمَعْلُوْمَةِ لِكُلِّ ذِیْ دِیْنٍ الْمَعْرُوْفَةِ مِنْ فِعْلِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَسِیَرِ السَّلَفِ الصَّالِحِیْنَ وَالْعُلَمَاءِ وَالْعَوَامِّ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَلَمْ یُنْكِرْ اَحَدٌ ذٰلِكَ مِنْ اَهْلِ الْاَدْیَانِ وَلَا سُمِعَ بِهٖ فِیْ زَمَنٍ مِّنَ الْاَزْمَانِ حَتّٰی جَاءَ ابْنُ تَیْمِیَّةَ فَتَكَلَّمَ فِیْ ذٰلِكَ بِكَلَامٍ

[1] ابن الحاج، امام؛ المدخل ص ۲۴۹

[2] علی بن سلطان محمد القاری؛ شرح مسند امام اعظم (مطبع مجتبائی، دہلی) ص ۱۱۴

یُلَبِّسُ فِیْهِ عَلَی الضُّعَفَاءِ الْاَغْمَارِ۔ [1]

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل، استعانت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کی درخواست جائز اور مستحسن ہے۔ اس کا جواز اور حسن، ان امور میں سے ہے جو ہر مومن کو معلوم ہے اور انبیاء و مرسلین، سلف صالحین، علماء اور عامۃ المسلمین کا طریقہ ہے، کسی دین والے نے اس کا انکار نہیں کیا اور نہ ہی کسی زمانے میں یہ انکار سنا گیا۔ یہاں تک کہ ابن تیمیہ آیا اور اُس نے اس میں کلام کیا، ضعیف اور ناواقف لوگوں کے لیے تلبیس سے کام لیا۔"

علامہ ابن حجر عسقلانی بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں،

یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ شَرُفَتْ
قَصَائِدِیْ بِمَدِیْحٍ قَدْ صَفَا
مَدَحْتُكَ الْیَوْمَ اَرْجُو الْفَضْلَ مِنْكَ غَدًا
مِنَ الشَّفَاعَةِ فَاَحْظٰی بِهَا طَرَفًا
بِكُمْ تَوَسَّلَ یَرْجُو الْعَفْوَ عَنْ زَلَلٍ
مِنْ خَوْفِهٖ جَفْنُهُ الْهَامِیْ لَقَدْ ذَرَفًا [2]

"میرے آقا! اے اللہ کے رسول! آپ کی مدح میں کہے ہوئے میرے قصیدے شرافت والے ہو گئے ہیں۔"

"آج میں نے آپ کی نعت کہی ہے اور کل مجھے آپ سے شفاعت کی امید ہے وہاں مجھے بھی نظر میں رکھیے۔"

"بندۂ گنہگار نے آپ کا وسیلہ پکڑا ہے، اُسے امید ہے کہ لغزشیں معاف کر دی جائیں گی، خوف کے سبب اس کی پلکوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔"

[1] تقی الدین السبکی، الامام؛ شفاء السقام (مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد) ص ۱۶۰

[2] یوسف بن اسماعیل النبہانی، المجموعۃ النبہانیۃ (دار المعرفۃ، بیروت) ج ۲، ص ۳۹۱

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ تقریباً ہر طبقے میں احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

وَاَظْهَرَ لِیَ الْاَسْرَارَ وَعَرَّفَنِیْ بِنَفْسِہٖ وَاَمَدَّنِیْ اِمْدَادًا عَظِیْمًا اِجْمَالِیًّا وَعَرَّفَنِیْ کَیْفَ اَسْتَمِدُّ بِہٖ فِیْ حَوَائِجِیْ لہ

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ پر اسرار ظاہر فرمائے اور مجھے خود ان چیزوں کی پہچان کرائی اور میری بہت بڑی اجمالی امداد فرمائی اور مجھے بتایا کہ میں اپنی حاجتوں میں آپ سے کس طرح مدد مانگوں۔"

اپنے قصیدہ اطیب النغم کی شرح میں فرماتے ہیں:

فصلِ اول در تشبیب بذکر بعض حوادثِ زمان کہ دراں حوادث لابد است از استمداد بروحِ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ لہ

"پہلی فصل میں بہ طور تشبیب، زمانے کے وہ حوادث بیان کیے جاتے ہیں، جن میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روحِ انور سے استمداد ضروری ہے"

قصیدہ اطیب النغم میں عرض کرتے ہیں:

وَصَلّٰی عَلَیْکَ اللّٰہُ یَا خَیْرَ خَلْقِہٖ ۔۔۔ وَیَا خَیْرَ مَاْمُوْلٍ وَّیَا خَیْرَ وَاهِبِ
وَیَا خَیْرَ مَنْ یُّرْجٰی لِکَشْفِ رَزِیَّۃٍ ۔۔۔ وَمَنْ جُوْدُہٗ قَدْ فَاقَ جُوْدَ السَّحَائِبِ
وَاَنْتَ مُجِیْرِیْ مِنْ هُجُوْمِ مُلِمَّۃٍ ۔۔۔ اِذَا اَنْشَبَتْ فِی الْقَلْبِ شَرَّ الْمَخَالِبِ

"اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے اے تمام مخلوق سے بہتر! اے بہترین جائے اُمید! اور اے بہترین عطا فرمانے والے!

لہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، فیوض الحرمین (محمد سعید اینڈ سنز، کراچی) ص ۸۶
لہ ایضاً، اطیب النغم (مطبع مجتبائی، دہلی) ص ۲
لہ ایضاً ″ ″ ″ ص ۲۲

اور اے بہترین وہ ذات کہ مصیبت دور کرنے کی جن سے اُمید کی جاتی ہے اور جن کی سخاوت بادلوں سے بلند و بالا ہے۔

"آپ مصیبتوں کے وقت پناہ دینے والے ہیں، جب وہ اپنے بدترین پنجے دل میں گاڑ دیں"

توسل ——— اور اہل حدیث کے مسلّم علماء

اس سے پہلے جن اکابر علماء کے ارشادات نقل کیے گئے ہیں، ان کی حیثیت ہر مکتبِ فکر کے نزدیک محترم اور مستند ہے۔ ذیل میں خصوصیت کے ساتھ چند اقتباسات ان علماء کے پیش کیے جاتے ہیں، جن کی حضرات غیر مقلدین کے نزدیک بڑی وقعت ہے۔

علامہ ابن قیم لکھتے ہیں:

لَا سَبِیْلَ اِلَی السَّعَادَۃِ وَالْفَلَاحِ لَا فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا عَلٰی اَیْدِی الرُّسُلِ (اِلٰی اَنْ قَالَ) وَلَا یُنَالُ رِضَاءُ اللّٰہِ اَلْبَتَّۃَ اِلَّا عَلٰی اَیْدِیْهِمْ لہ

"دنیا و آخرت میں سعادت و فلاح صرف رسولانِ گرامی کے ہاتھوں ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی ان ہی کے ہاتھوں ہے۔"

علامہ ابن تیمیہ اپنے رسالہ "التوسل والوسیلۃ" میں لکھتے ہیں کہ صحابہ مہاجرین و انصار کی موجودگی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا صحیح اور اہل علم کے نزدیک بالاتفاق ثابت ہے۔ حضرت فاروق اعظم نے حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے وسیلے سے دعا مانگی:

هٰذَا دُعَاءٌ اَقَرَّہٗ عَلَیْہِ جَمِیْعُ الصَّحَابَۃِ لَمْ یُنْکِرْ عَلَیْہِ اَحَدٌ

لہ ابن القیم الجوزیہ، زاد المعاد (مصطفیٰ البابی، مصر الطبعۃ الثانیۃ) ج ۱ ص ۱۵

مع شهرته وهو من اظهر الاجماعات الاقرارية تروى ودعا بمثله معاوية بن ابي سفيان في خلافته ۔ ۱

"یہ وہ دعا ہے جسے تمام صحابہ نے برقرار رکھا اور کسی نے اس پر انکار نہیں کیا، حالانکہ یہ دعا مشہور ہے۔ یہ واضح ترین اجماع اقراری ہے، ایسی ہی دعا حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے دور خلافت میں مانگی تھی۔"

قاضی شوکانی اپنے رسالہ "الدر النضید" میں لکھتے ہیں:

ان التوسل به صلى الله تعالى عليه وسلم يكون في حياته وبعد موته وفي حضرته ومغيبته۔ انه قد ثبت التوسل به صلى الله تعالى عليه وسلم في حياته وقد ثبت التوسل بغيره بعد موته باجماع الصحابة۔ ۲

"حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے توسل آپ کی حیات میں بھی ہے اور وصال کے بعد بھی، آپ کی بارگاہ میں بھی ہے اور بارگاہ سے دور بھی، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں آپ سے توسل ثابت ہے۔ آپ کے وصال کے بعد دوسروں سے توسل ثابت ہے۔"

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی عرض کرتے ہیں:

یا سیدی یا عروتی ووسیلتی — یا عدتی في شدة ورخاء
قد جئت بابك ضارعا متضرعا — متأوها بتنفس صعداء
مالي وراءك مستغاث فارحمن — يا رحمة للعالمين بكائي ۳

۱ محمد عبد الرحمن: تحفة الاحوذی شرح ترمذی ج ۴، ص ۲۸۲
۲ ایضاً: " " " " "
۳ وحید الزمان، نواب: حاشیہ ہدیۃ المہدی (اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ) ص ۳۰

"اے میرے آقا! اے میرے سہارے، میرے وسیلے، سختی اور نرمی میں میرے کام آنے والے۔"

"میں آپ کے دروازے پر اس حال میں حاضر ہوا ہوں کہ میں ذلیل ہوں، گڑگڑا رہا ہوں اور میری سانس پھولی ہوئی ہے۔"

"آپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے جس سے مدد مانگی جائے۔

اے رحمۃ للعالمین! میری آہ و بکا پر رحم فرمائیے۔"

نواب وحید الزماں لکھتے ہیں:

ولیت شعری اذا جاز التوسل الی اللہ بالاعمال الصالحة فیقاس علیها التوسل بالصالحین ایضا قال الجزری في الحصن في آداب الدعاء منها ان یتوسل الی اللہ تعالی بانبیائه والصالحین من عباده۔ ۱

"جب کتاب وسنت سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے، تو اس پر اولیاء کرام کے توسل کو قیاس کیا جائے گا۔ علامہ جزری، حصن حصین میں فرماتے ہیں دعا کا ایک ادب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء و اولیاء کا وسیلہ پیش کیا جائے۔"

توسل ——— اور علماء دیوبند

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند اپنے قصائد قاسمی میں عرض کرتے ہیں،

۱ وحید الزماں، نواب: ہدیۃ المہدی ص ۴۸

مدد کر اے کرمِ احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسمِ بیکس کا کوئی حامی کار[1]

شنا کر اُس کی اگر حق سے کچھ لیا چاہے
تُو اس سے کہہ اگر اللہ سے ہے کچھ درکار[2]

یہ ہے اجابتِ حق کو تیری دُعا کا لحاظ
قضاء مبرم و مشروط کی سنیں نہ پکار[3]

مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب سے پوچھا گیا کہ ان اشعار کا ورد کیسا ہے؟

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا　　یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا
اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ ھَمٍّ مُّغْرَقٌ　　خُذْ یَدِیْ سَہِّلْ لَنَا اَشْکَالَنَا

اور قصیدہ بُردہ شریف کا یہ شعر ؎

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ
سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

"ایسے کلمات کو نظم یا نثر ورد کرنا مکروہ تنزیہی ہے، کفر و فسق نہیں ہے۔"[4]

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب کو لکھتے ہیں ؎

---

[1] محمد قاسم نانوتوی، قصائدِ قاسمی (مکتبۂ قاسمیہ ملتان) ص ۸
[2] ایضاً، 〃 〃 〃 〃 ص ۵
[3] ایضاً، 〃 〃 〃 〃 〃 ص ۷
[4] رشید احمد گنگوہی، فتاویٰ رشیدیہ (محمد سعید اینڈ سنز کراچی) ص ۶۹

یَا مُرْشِدِیْ یَا مُوْئِلِیْ یَا مَفْزَعِیْ　　یَا مَلْجَائِیْ فِیْ مَبْدَئِیْ وَ مَعَادِیْ
اِرْحَمْ عَلَیَّ اَیَا غِیَاثُ فَلَیْسَ لِیْ　　کَہْفِیْ سِوٰی حُبِّکُمْ مِنْ زَادٖ
فَالْاَنَامُ بِکُمْ وَاِنِّیْ ھَائِمٌ　　فَانْظُرْ اِلَیَّ بِرَحْمَۃٍ یَا ھَادِ
یَا سَیِّدِیْ لِلّٰہِ شَیْئًا اِنَّہٗ　　اَنْتُمْ لِیَ الْمُجْدِیْ وَاِنِّیْ جَادِیْ[1]

"اے میرے مرشد! میرے مولیٰ! میری وحشت کے انیس،
میری دنیا کے، میرے دین کے جائے پناہ۔
اے میرے فریاد رسا! مجھ پہ ترس کھاؤ کہ میں آپ کی حب کے سوا رکھتا نہیں کوئی توشۂ راہ۔"

"خلق فائز ہو شہا آپ سے اور میں حیران، رحم کی ہادیٔ من اب تو ادھر کو بھی نگاہ!"

"میرے سردار! خدا واسطے کچھ تو دیجیے۔ آپ معطی ہیں میرے، میں ہوں سوالی للہ!" (یہ ترجمہ تذکرۃ الرشید کے حاشیہ سے لیا گیا ہے)

تھانوی صاحب بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں:

یَا حَبِیْبَ الْاِلٰہِ خُذْ بِیَدِیْ　　مَا لِعَجْزِیْ سِوَاکَ مُسْتَنَدِیْ
کُنْ رَّحِیْمًا لِّذِلَّتِیْ وَاشْفَعْ　　یَا شَفِیْعَ الْوَرٰی اِلَی الصَّمَدِ
اِعْتِصَامِیْ سِوٰی جَنَابِکَ لِیْ　　لَیْسَ یَا سَیِّدِیْ اِلٰی اَحَدٖ

"اے اللہ کے محبوب! میری دستگیری فرمائیں، میرے عجز کا آپ کے سوا کوئی ٹھکانا نہیں۔"

"آپ میری لغزش پر رحم فرمائیں اور اے مخلوق کی شفاعت کرنے والے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت فرمائیں۔"

---

[1] محمد عاشق الٰہی میرٹھی، تذکرۃ الرشید (مکتبہ بحر العلوم، کراچی) ج ۱، ص ۱۱۴

"آقا! آپ کے دربار کے علاوہ میرا کوئی سہارا نہیں،

آخر میں صحابہ و تابعین کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں"

اِسْتَعِیْنُوْا لِعَاجِزٍ مُضْطَرٍّ   شَمِّرُوْا ذَیْلَکُمْ اِلَی الْمَدَدِ[1]

"عاجز و مضطر کے لیے (اللہ تعالیٰ سے) مدد طلب کریں اور مدد کے لیے تیار ہو جائیں۔"

توسّل ــــ اور عالمِ اسلام کے موجودہ علماء

فاضل علامہ مولانا محمد عاشق الرحمٰن قادری الٰہ آبادی نے اپنی تالیف "مجاہدِ ملت کا حرفِ حقانیت" میں پاک و ہند اور دیگر ممالک کے علماء سے حاصل کردہ ایسے فتاویٰ جمع کر دیئے ہیں جو مسئلۂ توسّل سے متعلق ہیں۔ اس کتاب کے چند اقتباسات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں،

خطیبِ بغداد

حضرت سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جامع مسجد بغداد کے امام اور مدرس، مولانا عبدالکریم محمد توسّل کے جائز ہونے پر دلائل پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں؛

فَکَیْفَ یَبْقٰی مَجَالُ اِنْکَارِ التَّوَسُّلِ بِذَوَاتِ الرُّسُلِ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَالتَّوَسُّلُ بِهِمْ وَبِالْاَوْلِیَاءِ الْکِرَامِ وَ بِاَعْمَالِهِمُ الصَّالِحَۃِ وَبِاَعْمَالِ نَفْسِ الدَّاعِیْنَ کُلُّ ذٰلِکَ حَقٌّ

[1] اشرف علی تھانوی؛ ضمان التکمیل فی زمان التبجیل (مطبع مجتبائی دہلی) ص ۱۲
[2] محمد عاشق الرحمٰن قادری، حرفِ حقانیت ص ۴۵ - ۴۳

مَشْرُوْعٌ وَلَا یُنْکِرُہٗ اِلَّا جَاهِلٌ غَبِیٌّ اِنْحَرَفَ عَنْ طُرُقِ الرُّشْدِ وَاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِیْنَ وَمَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ[1]

"پس رسولانِ گرامی علیہم السلام کی ذواتِ مبارکہ سے توسّل کے انکار کی گنجائش کیسے رہ جائے گی؟ ان سے اولیاء کرام، ان کے اعمالِ صالحہ اور دعا کرنے والے کے اپنے اعمال سے توسّل، سب حق اور مشروع ہے۔ اس کا انکار وہ جاہل اور غبی ہی کرے گا جو راہِ ہدایت اور مسلمانوں کے اجماع سے برگشتہ ہو، جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔"

اس جواب پر جن علماء نے تصدیقی دستخط فرمائے ہیں ان کے اسماء یہ ہیں؛

مولانا محمد نمر، خطیب جامع مسجد قادریہ، بغداد شریف

مولانا نوری سیاب، امام جامع مسجد قادریہ، بغداد شریف

مولانا رشید حسن، بغداد شریف

مولانا محمد شیخ عبدالقادر، امام و خطیب مقام الوشیخ، بغداد شریف

کلیۃ الشریعہ، بغداد کے استاذ علامہ احمد حسن طٰہٰ فرماتے ہیں؛

فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی هُوَ الْمُؤَثِّرُ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ وَبِنَاءً عَلٰی هٰذِهِ الْعَقِیْدَۃِ فَلَا مَانِعَ شَرْعًا فِی التَّوَسُّلِ بِالْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مُطْلَقًا۔ بَلْ اِنَّ التَّوَسُّلَ لَا یُخِلُّ بِالتَّوْحِیْدِ کَمَا لَا تُخِلُّ الشَّفَاعَۃُ بِالتَّوْحِیْدِ[2]

"ہر شے میں مؤثر اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس عقیدے کی بنا پر انبیاء کرام علیہم السلام

[1] محمد عاشق الرحمٰن قادری؛ مجاہدِ ملت کا حرفِ حقانیت (مکتبۃ الحبیب الٰہ آباد) ص ۴۱
[2] ایضاً " " " ص ۴۵-۴۳

سے توسل میں شرعاً ہرگز کوئی مانع نہیں ہے، بلکہ شفاعت کی طرح توسل بھی توحید کے منافی نہیں ہے۔"

حماۃ شام کے جلیل القدر عالم مولانا محمد علی تحریر فرماتے ہیں،

وَاِذَا کَانَ التَّوَسُّلُ مَشْرُوْعًا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَۃِ دُوْنَ مُعَارِضٍ وَهِیَ مَخْلُوْقَۃٌ مَعَ کَوْنِهَا لَا نَدْرِیْ هَلْ تِلْکَ الْاَعْمَالُ مَقْبُوْلَۃٌ اَمْ لَا؟ فَکَیْفَ لَا یَجُوْزُ التَّوَسُّلُ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اَفْضَلُ مَخْلُوْقٍ وَمَقْبُوْلٍ لَدَی اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ حَیَاتِهٖ وَبَعْدَ وَفَاتِهٖ بِاعْتِبَارِهٖ حَیٌّ وَتُعْرَضُ عَلَیْهِ اَعْمَالُنَا دَائِمًا کَمَا وَرَدَ۔ [1]

"جب اعمال صالحہ سے توسل جائز ہے اور اس کا کوئی مخالف نہیں ہے حالانکہ یہ مخلوق ہیں اور ہمیں معلوم نہیں کہ وہ اعمال مقبول ہیں یا نہیں، تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل کیوں جائز نہ ہوگا؟ جبکہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہر مخلوق و مقبول سے افضل ہیں، اپنی ظاہری حیات میں بھی اور وصال کے بعد بھی کیونکہ آپ زندہ ہیں اور ہمارے اعمال آپ کے سامنے ہمیشہ پیش کیے جاتے ہیں، جیسے کہ احادیث میں وارد ہے۔"

خطیبِ شام حماۃ، شام کے علامہ عبد العزیز طہماز مدرس و خطیب جامع سلطان فرماتے ہیں:

وَاِذَا کَانَتِ الشَّفَاعَۃُ لَیْسَتْ شِرْکًا فَالْوَسِیْلَۃُ اَیْضًا لَیْسَتْ شِرْکًا لِاَنَّهُمَا بِمَعْنًا هَا فَهِیَ لَیْسَتْ سِوٰی مَکَانَۃٍ یَتَفَضَّلُ بِهَا عَلٰی مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ اِظْهَارًا لِفَضْلِهٖ

---

[1] محمد عاشق الرحمن قادری، حرفِ حقانیت ص ۴۱

سُبْحَانَہٗ عَلٰی عَبْدِهٖ، قَالَ سُبْحَانَہٗ فِیْ حَقِّ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْهًا (الانبیاء) اَفَلَا یَکُوْنُ خَاتَمُ الرُّسُلِ وَالْاَنْبِیَاءِ وَجِیْهًا عِنْدَ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ؟ [1]

"جب شفاعت شرک نہیں ہے تو وسیلہ بھی شرک نہیں ہے، کیونکہ ان دونوں کا ایک ہی مطلب ہے۔ وسیلہ کا مطلب اس کے علاوہ نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عبد مکرم پر احسان کو ظاہر کرنے کے لیے اس مقام کی بدولت جس بندے پر چاہتا ہے فضل فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ انبیاء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ہے: وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْهًا کیا انبیاء و رسل کے خاتم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معزز نہیں ہوں گے؟"

حماۃ شام کے مفتی علامہ صالح النعمان، خطیب جامع مدفن لکھتے ہیں:

وَقَدْ اَجْمَعَتِ الْاُمَّۃُ عَلٰی جَوَازِ التَّوَسُّلِ اِذَا صَحَّتِ الْعَقِیْدَۃُ۔ وَاِجْمَاعُ الْاُمَّۃِ حُجَّۃٌ شَرْعِیَّۃٌ کَمَا قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ اَمَّا مَا یَدَّعِیْهِ بَعْضُ الْغُلَاۃِ مِنَ الْوَهَّابِیَّۃِ بِاَنَّ حُکْمَ التَّوَسُّلِ اَنَّہٗ شِرْکٌ فَلَا دَلِیْلَ عَلَیْهِ شَرْعًا وَلَا عَقْلًا [2]

توسل کے جائز ہونے پر امت کا اجماع ہے، بشرطیکہ عقیدہ صحیح ہو اور اجماعِ امت حجتِ شرعیہ ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت گمراہی پر متفق نہ ہوگی۔ بعض غالی وہابی جو دعویٰ کرتے ہیں کہ توسل شرک ہے، تو اس پر شرعی یا عقلی کوئی دلیل نہیں ہے۔

---

[1] محمد عاشق الرحمن قادری، حرفِ حقانیت، ص ۵۱

[2] ایضاً " " ص ۵۵

دمشق کی جامع النجارین کے امام، علامہ ابوسلیمان زہیبی نے مسئلۂ توسل پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے اور اپنا موقف ان الفاظ میں بیان کیا ہے،

إِنَّ الاعْتِقَادَ بِالتَّوَسُّلِ بِالأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيمُ وَالأَوْلِيَاءِ الصَّالِحِينَ الْمُجْمَعِ عَلَى فَضْلِهِمْ وَصَلَاحِهِمْ وَعَدْلِهِمْ وَوَلَايَتِهِمْ إِيمَانٌ لَا كُفْرٌ جَائِزٌ عِنْدِي لَا مَحْظُورٌ وَإِنَّ الْمُتَوَسِّلَ بِهٰؤُلَاءِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى لِتُقْضَى حَاجَاتُهُ يَكُونُ مُؤْمِنًا مُوَحِّدًا لَيْسَ بِمُشْرِكٍ وَتَصِحُّ جَمِيعُ عِبَادَاتِهِ۔ ؎

"انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان اولیاء صالحین سے توسل کرنا جن کی فضیلت، تقویٰ اور عدالت و ولایت پر اتفاق ہے، ایمان ہے کفر نہیں ہے، اور میرے نزدیک جائز ہے، ممنوع نہیں ہے اور جو شخص اپنی حاجتوں کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان حضرات کا وسیلہ پیش کرتا ہے، وہ مومن موحد ہے مشرک نہیں اور اس کی تمام عبادتیں صحیح ہیں۔"

جمہوریہ لبنان کے مفتی شیخ حسن خالد (بیروت) فرماتے ہیں،

وَأَمَّا التَّوَسُّلُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّوَجُّهُ بِهِ فِي كَلَامِ الصَّحَابَةِ فَيُرِيدُونَ بِهِ التَّوَسُّلَ بِدُعَائِهِ وَشَفَاعَتِهِ .... وَعَلَى التَّوَسُّلِ بِالأَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ أَحْيَاءً وَأَمْوَاتًا جَرَتِ الأُمَّةُ طَبَقَةً فَطَبَقَةً۔ ؎

؎ محمد عاشق الرحمن قادری، حرفِ حقانیت ؎ ص ۵۹
؎ ایضاً، ، ، ص ۷۱

"صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کلام میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل اور آپ کی طرف متوجہ ہونے سے ان کی مراد آپ کی دعا و شفاعت کو وسیلہ بنانا ہے۔ امتِ مسلمہ انبیاء و اولیاء سے ان کی ظاہری حیات میں اور وصال کے بعد ہر دور میں توسل کرتی رہی ہے۔"

صدر مجلس اتحاد مبلغین انڈونیشیا

جاکرتا انڈونیشیا کی مرکزی مجلس اتحاد مبلغین کے صدر شیخ احمد شیخو فرماتے ہیں،

وَأَقُولُ إِنَّ التَّوَسُّلَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَائِزٌ فِي كُلٍّ قَبْلَ خَلْقِهِ وَبَعْدَ خَلْقِهِ فِي مُدَّةِ حَيَاتِهِ فِي الدُّنْيَا وَبَعْدَ مَوْتِهِ فِي مُدَّةِ الْبَرْزَخِ وَبَعْدَ الْمَوْتِ فِي عَرَصَاتِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ۔ ؎

"میں کہتا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل ہر حال میں جائز ہے آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے، ولادت کے بعد حیاتِ ظاہری میں، وصال کے بعد جب تک کہ آپ عالم برزخ میں رہیں گے اور قبروں سے اٹھائے جانے کے بعد قیامت اور جنت کے میدانوں میں۔"

ندوۃ العلماء لکھنؤ

ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ناظم مجلس تحقیقات شرعیہ مولوی محمد برہان الدین نے علامہ ابوالحسن علی ندوی کے ایماء پر ایک استفتاء کے جواب میں یہ فتویٰ صادر کیا،

؎ محمد عاشق الرحمن قادری، حرفِ حقانیت ص ۷۷

إِنَّ الْاِعْتِقَادَ بِالتَّوَسُّلِ بِالْاَنْبِيَاءِ لَيْسَ شِرْكًا فَالْمُتَوَسِّلُ لَيْسَ بِمُشْرِكٍ فَنَرْجُوا اللهَ تَعَالٰى اَنْ يَّتَقَبَّلَ اَعْمَالَهُ الصَّالِحَةَ مِنَ الصَّلٰوةِ وَالْحَجِّ وَغَيْرِهِمَا [1]

"انبیاء سے توسل کا عقیدہ رکھنا شرک نہیں ہے، لہٰذا وسیلہ پکڑنے والا مشرک نہیں ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اعمال صالحہ نماز، حج وغیرہ کو قبول فرمائے گا۔"

دار العلوم دیوبند

دار العلوم دیوبند کے دار الافتاء سے شیخ نظام الدین نے متعدد احادیث نقل کرنے کے بعد لکھا:

"ان عبارتوں سے معلوم ہوا اور واضح ہوا کہ یہ لوگ نہ تو مشرک ہیں اور نہ یہ فعل شرک ہے۔ ان کے روزے، نماز، حج، زکوٰۃ سب مثل دیگر مسلمانوں کے جائز و صحیح ہیں۔" [2]

شیخ عبد العزیز بن باز

سعودی عرب کے ادارہ بحوث اسلامیہ وافتاء کے رئیس شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز نے مولانا محمد عاشق الرحمٰن قادری الٰہ آبادی کے استفتاء کے جواب میں، ۲۰ ذوالحجہ ۱۴۰۰ھ کو پہلے سے لکھا ہوا ایک جواب بھجوایا، جس میں اولیاء کرام سے توسل کی چار قسمیں بیان کی ہیں، خلاصہ درج ذیل ہے،

[1] محمد عاشق الرحمٰن قادری: حرف حقانیت، ص ۱۶۱

[2] ایضاً، ؍؍ ؍؍ ص ۱۶۷

(۱) زندہ ولی سے درخواست کی جائے کہ میرے لیے رزق کی وسعت، مرض سے شفا یا ہدایت و توفیق کی دعا فرمائیں، یہ جائز ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت واتباع اور محبتِ اولیاء کا وسیلہ پیش کیا جائے، یہ بھی جائز ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ سے انبیاء واولیاء کے جاہ و منزلت کے وسیلہ سے دعا کرے یہ ناجائز ہے۔

(۴) بندہ اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے طلب کرتے ہوئے نبی یا ولی کی قسم دے یا بحق نبیہ یا بحق اولیائہ کہے، تو یہ ناجائز ہے۔"

اَلثَّالِثُ، اَنْ يَّسْأَلَ اللهَ بِجَاهِ اَنْبِيَائِهٖ اَوْ وَلِيٍّ مِّنْ اَوْلِيَائِهٖ ..... فَهٰذَا لَا يَجُوْزُ۔

اَلرَّابِعُ، اَنْ يَّسْأَلَ الْعَبْدُ رَبَّهٗ حَاجَتَهٗ مُقْسِمًا بِوَلِيِّهٖ اَوْ نَبِيِّهٖ اَوْ بِحَقِّ نَبِيِّهٖ اَوْ اَوْلِيَائِهٖ ..... فَهٰذَا لَا يَجُوْزُ۔ [1]

اس فتویٰ پر نائب الرئیس عبد الرزاق عفیفی اور ارکان لجنہ عبد اللہ منیع اور عبد اللہ بن غدیان کے دستخط ہیں۔

گزشتہ صفحات میں تیسری اور چوتھی قسم کا حکم صحابہ کرام اور علماء اسلام کے حوالے سے بیان کیا جا چکا ہے۔ اس جگہ صرف اس قدر کہنا ہے کہ نجدی علماء اور ندوۃ العلماء کے اراکین نے اپنے تمام تر تشدد کے باوجود ان قسموں کو صرف ناجائز کہا ہے، شرک قطعاً نہیں کہا ؎

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

مسئلہ توسل پر مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی قادری مدظلہ کا ایک مبسوط اور مدلل عربی فتویٰ بھی "حرف حقانیت" میں شامل ہے جس میں بیسیوں مستند مآخذ کے حوالہ جات

[1] محمد عاشق الرحمٰن قادری: حرف حقانیت، ص ۲۱۷-۱۹

درج ہیں۔ یہ فتویٰ مکتبہ قادریہ لاہور کی طرف سے اُردو ترجمہ کے ساتھ طبع ہو چکا ہے۔ مکتبہ ایشیق، استانبول ترکیا کی طرف سے التوسل کے نام سے عربی میں چھپ چکا ہے۔

السیّد یوسف السیّد ہاشم الرفاعی، کویت

حضرت شیخ سید احمد رفاعی کبیر قدس سرہٗ کی اولاد امجاد میں سے کویت کے معروف اور عظیم المرتبت سکالر سید یوسف ہاشم رفاعی مدظلہٗ تحریر فرماتے ہیں،

وَالْحَاصِلُ اَنَّ مَذْهَبَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ صِحَّةُ التَّوَسُّلِ وَجَوَازُهٗ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَيَاتِهٖ وَبَعْدَ وَفَاتِهٖ وَكَذَا بِغَيْرِهٖ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْاَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ كَمَا دَلَّتِ الْاَحَادِيْثُ السَّابِقَةُ .... وَاَمَّا الَّذِيْنَ يُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْاَحْيَاءِ وَالْاَمْوَاتِ حَيْثُ جَوَّزُوْا بَعْضَ التَّوَسُّلَاتِ بِالْاَحْيَاءِ لَا لِلْاَمْوَاتِ، فَهُمُ الْقَرِيْبُوْنَ مِنَ الزَّلَلِ لِاَنَّهُمْ اِعْتَبَرُوْا اَنَّ الْاَحْيَاءَ لَهُمُ التَّاْثِيْرُ دُوْنَ الْاَمْوَاتِ، مَعَ اَنَّهٗ لَا تَاْثِيْرَ اِيْجَادِيًّا لِغَيْرِ اللهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَلَى الْاِطْلَاقِ وَاَمَّا الْاِفَادَةُ وَفَيْضُ الْبَرَكَاتِ وَالْاِسْتِفَادَةُ مِنْ اَرْوَاحِهِمْ اِسْتِفَادَةٌ اِعْتِيَادِيَّةٌ، وَتَوَجُّهُ اَرْوَاحِهِمْ اِلَى اللهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى طَالِبِيْنَ فَيْضَ الرَّحْمَةِ عَلٰى ذٰلِكَ الْمُتَوَسِّلِ، فَهُوَ شَيْءٌ جَائِزٌ وَّوَاقِعٌ وَّخَالٍ عَنْ كُلِّ خَلَلٍ بِدُوْنِ الْفَرْقِ بَيْنَ الْاَحْيَاءِ وَالْاَمْوَاتِ

لے السید یوسف السید ہاشم الرفاعی، الرد المحکم المنیع (کویت ۱۹۸۴ء) ص ۷-۸۶

"حاصل یہ کہ اہل سنت وجماعت کا مذہب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہرہ میں اور وصال کے بعد اسی طرح باقی انبیاء و مرسلین اور اولیاء و صالحین سے توسل صحیح اور جائز ہے جیسے کہ گزشتہ احادیث سے ثابت ہوا جو لوگ زندوں اور مُردوں میں فرق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ زندوں سے توسل کی بعض قسمیں جائز ہیں اور جو وصال فرما چکے ہیں، ان سے جائز نہیں وہی لغزش کے قریب ہیں، کیونکہ وہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ زندہ تاثیر کر سکتے ہیں، مُردے نہیں کر سکتے، حالانکہ ایجادی تاثیر اللہ تعالیٰ کے سوا مطلقاً کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ رہا فائدہ دینا اور برکتیں عطا فرمانا اور ان کی روحوں سے عادی استفادہ اور ان کی رُوحوں کا اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اس متوسل کے لیے فیضانِ رحمت کا طلب کرنا تو یہ جائز اور واقع ہے اور ہر خلل سے خالی ہے، زندوں اور وصال یافتہ حضرات میں فرق نہیں ہے۔"

حضور سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قیامت کے دن توسل!

امام علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں؛

اَلْحَالَةُ الثَّانِيَةُ بَعْدَ مَوْتِهٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فِيْ عَرَصَاتِ الْقِيَامَةِ بِالشَّفَاعَةِ مِنْهُ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وَذٰلِكَ مِمَّا قَامَ عَلَيْهِ الْاِجْمَاعُ وَتَوَاتَرَتِ الْاَخْبَارُ بِهٖ۔ لے

لے تقی الدین السبکی، امام، شفاء السقام ص ۱۷۳

دوسری حالت، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد قیامت کے میدان میں آپ کی شفاعت سے توسّل ۔ اس پر اجماع ہو چکا ہے اور احادیث حدِ تواتر کو پہنچ چکی ہیں۔

اربابِ ولایت سے توسّل

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں طریقۂ شطاریہ صرف شیخ محمد غوث گوالیاری کے ذریعے سے رائج ہے، ورنہ ان سے پہلے یہ طریقہ زیادہ شہرت نہیں رکھتا تھا؛

وبالجملہ ایں فقیر خرقہ از دست شیخ ابوطاہر کردی پوشید وایشاں بعمل آنچہ در جواہر خمسہ ہست اجازت دادند۔ [1]

"مختصر یہ کہ اس فقیر نے یہ خرقہ شیخ ابوطاہر کردی سے پہنا اور انہوں نے "جواہر خمسہ" کے اعمال کی اجازت دی۔"

اس کے بعد دو سندیں بیان کیں، جو شیخ ابوطاہر سے شیخ محمد غوث گوالیاری تک پہنچتی ہیں، بعد ازاں فرماتے ہیں؛

ایں فقیر در سفر حج چوں بہ لاہور رسید و دست بوسی شیخ محمد سعید لاہوری یافت ایشاں اجازت "دعائے سیفی" دادند بل اجازتِ جمیع اعمالِ جواہر خمسہ و سند خود بیان کردند وایشاں دریں زمانہ یکے از اعیانِ مشائخِ طریقۂ احسنیہ وشطاریہ بودند۔ [2]

---

[1] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، انتباہ (کتب خانہ علویہ رضویہ فیصل آباد) ص ۸ - ۱۵۷

[2] ایضاً " " " ص ۸-۱۵۷

"یہ فقیر سفر حج میں جب لاہور پہنچا اور شیخ محمد سعید لاہوری کی دست بوسی کی تو انہوں نے مجھے دعائے سیفی کی اجازت دی، بلکہ جواہر خمسہ کے تمام اعمال کی اجازت دی اور اپنی سند بیان کی، وہ اس زمانہ میں طریقۂ احسنیہ اور شطاریہ کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔"

اسی جواہر خمسہ میں یہ عمل بھی ہے؛

فتوح ابواب اقبال کے واسطے ہر روز پانسو بار پڑھے؛

نَادِ عَلِيًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ تَجِدْهُ عَوْنًا لَّكَ
فِي النَّوَائِبِ كُلُّ هَمٍّ وَغَمٍّ سَيَنْجَلِي بِنُبُوَّتِكَ يَا مُحَمَّدُ
وَبِوَلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ۔ [1]

یہ ورد کیا ہے؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استعانت اور توسّل ہے۔ اس میں اگر شرک کی کوئی بات ہوتی تو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جواہر خمسہ کے اعمال کی اجازتیں لیتے؟ حضرت شاہ صاحب اور ان کے مشائخ اس شرک کو برداشت کرتے؟ ہرگز نہیں؛

شیخ الاسلام شہاب الدین رملی کا عقیدہ ملاحظہ ہو؛

سُئِلَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ الرَّمْلِيُّ عَمَّا يَقَعُ مِنَ الْعَامَّةِ
عِنْدَ الشَّدَائِدِ يَا شَيْخُ فُلَانُ وَنَحْوُ ذَالِكَ فَهَلْ لِلْمَشَائِخِ
إِغَاثَةٌ بَعْدَ مَوْتِهِمْ فَأَجَابَ بِأَنَّ الْإِسْتِغَاثَةَ بِالْأَوْلِيَاءِ
وَالْأَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَالْعُلَمَاءِ جَائِزَةٌ فَإِنَّ لَهُمْ إِغَاثَةً
بَعْدَ مَوْتِهِمْ كَحَيَاتِهِمْ فَإِنَّ مُعْجِزَاتِ الْأَنْبِيَاءِ كَرَامَةٌ لِلْأَوْلِيَاءِ۔ [2]

---

[1] شاہ محمد غوث گوالیاری، جواہر خمسہ (دار الاشاعت، کراچی) ص ۵۳-۴

[2] الشیخ حسن العدوی الحمزاوی، مشارق الانوار (المطبعة الشرفیة، مصر) ص ۵۹

"شیخ الاسلام رملی سے پوچھا گیا کہ عوام الناس جو مصیبتوں کے وقت 'یا شیخ فلاں' وغیرہ کہتے ہیں تو کیا مشائخ وصال کے بعد امداد فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا۔ اولیاء، انبیاء، صالحین اور علماء سے استغاثہ جائز ہے کیونکہ وہ وصال کے بعد امداد فرماتے ہیں جیسے اپنی حیات میں امداد فرماتے تھے، اس لیے کہ انبیاء کے معجزے اولیاء کی کرامتیں ہیں۔"

علامہ ابن الحاج فرماتے ہیں،

فَإِنْ قَالَ الْقَائِلُ، هٰذِهِ الصِّفَاتُ مُخْتَصَّةٌ بِالْمَوْلٰى سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى فَالْجَوَابُ اَنَّ كُلَّ مَنِ انْتَقَلَ اِلَى الْآخِرَةِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اَحْوَالَ الْاَحْيَاءِ غَالِبًا وَقَدْ وَقَعَ ذَالِكَ فِى الْكَثْرَةِ بِحَيْثُ الْمُنْتَهٰى مِنْ حِكَايَاتٍ وَقَعَتْ مِنْهُمْ وَيَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ عِلْمُهُمْ بِذَالِكَ حِيْنَ عَرْضِ اَعْمَالِ الْاَحْيَاءِ عَلَيْهِمْ وَيَحْتَمِلُ غَيْرُ ذَالِكَ وَهٰذِهِ اَشْيَاءُ مُغَيَّبَةٌ عَنَّا۔

وَقَدْ اَخْبَرَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِعَرْضِ الْاَعْمَالِ عَلَيْهِمْ فَلَا بُدَّ مِنْ وُقُوْعِ ذَالِكَ وَالْكَيْفِيَّةُ فِيْهِ غَيْرُ مَعْلُوْمَةٍ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِهَا، وَكَفٰى فِى هٰذَا بَيَانًا قَوْلُهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ "اَلْمُؤْمِنُ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ" وَنُوْرُ اللّٰهِ لَا يَحْجُبُهٗ شَيْءٌ هٰذَا فِى حَقِّ الْاَحْيَاءِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَكَيْفَ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ فِى الدَّارِ الْآخِرَةِ۔ [1]

---

[1] ابن الحاج، امام — المدخل، ج ۱، ص ۲۵۳

"اگر کوئی شخص کہے کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ تمام مومنین جو آخرت کی طرف انتقال کر چکے ہیں، اکثر و بیشتر زندوں کے احوال جانتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کے واقعات انتہائی کثرت کو پہنچے ہوئے ہیں۔ ایک احتمال یہ ہے کہ انہیں اس وقت علم ہو جب زندوں کے اعمال ان پر پیش کیے جائیں۔ اس کے علاوہ بھی کوئی صورت ہو سکتی ہے اور یہ چیزیں ہم سے مخفی ہیں۔

نبی صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اموات پر اعمال پیش کیے جاتے ہیں، لہٰذا اس کا وقوع ضروری ہے، البتہ کیفیت معلوم نہیں ہے، اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اس حقیقت کے بیان کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کافی ہے کہ "مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔" اور اللہ تعالیٰ کے نور کو کوئی چیز نہیں روک سکتی، یہ زندہ مومنوں کے حق میں ہے۔ ان مومنوں کا کیا عالم ہوگا جو دارِ آخرت میں ہیں؟"

حضرت علامہ نے واضح طور پر بتا دیا کہ اس عقیدے میں شرک کا کوئی شائبہ نہیں۔ نیز جب زندہ مومن اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے تو جو حضرات اگلے جہان میں جا چکے ہیں، ان کی قوتِ ادراک تو اور بھی بڑھ جائے گی۔

حضرت علامہ شیخ حسن العدوی الحمزاوی فرماتے ہیں،

وَمَا يَقَعُ مِنْ بَعْضِ الْعَوَامِ مِنْ قَوْلِهِمْ يَا سَيِّدِىْ فُلَانُ مَثَلًا اِنْ قَضَيْتَ لِىْ كَذَا اَوْ شَفَيْتَ لِىْ مَرِيْضِىْ فَلَكَ عَلَىَّ كَذَا فَهُوَ مِنَ الْجَهْلِ بِالنِّسْبَةِ بِكَيْفِيَّةِ الطَّلَبِ وَلٰكِنْ لَا يُعَدُّ كُفْرًا لِاَنَّهُمْ لَا يَقْصِدُوْنَ بِذَالِكَ الْاِيْجَادَ مِنَ الْوَلِيِّ وَاِنَّمَا يَجْعَلُوْنَهٗ فِىْ نِيَّاتِهِمْ وَسِيْلَةً اِلٰى مَوْلَاهُمْ

حَیْثُ کَانَ الْمُتَوَسَّلُ بِهٖ فِیْ اِعْتِقَادِهِمْ مِنْ اَهْلِ الْقُرْبِ وَالْمَحَبَّةِ لِلْخَالِقِ اَلَا تَرٰی اَنَّهُمْ یُکَرِّرُوْنَ فِیْ اَثْنَاءِ کَلَامِهِمْ یَا صَاحِبَ النَّفْسِ الطَّاهِرَةِ عِنْدَ رَبِّکَ اُطْلُبْ لِیْ مِنْ مَوْلَاکَ یَفْعَلْ لِیْ کَذَا فَاِنَّ ذٰلِکَ دَلِیْلٌ مِّنْهُمْ عَلَی انْفِرَادِ اللّٰهِ بِالْفِعْلِ وَاَنَّهٗ لَا شَیْئَ لِلْوَلِیِّ اِلَّا مُجَرَّدُ التَّسَبُّبِ وَاَنَّهٗ لَا یُرَدُّ الْمُتَوَسَّلُ بِهٖ لِاَنَّ الْقَرِیْبَ الْمَحْبُوْبَ لَا یُرَدُّ۔

فَهُوَ مِنْ بَابِ قَوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِیْ طِمْرَیْنِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ وَقَدْ ذَکَرَ بَعْضُ الْعَارِفِیْنَ اَنَّ الْوَلِیَّ بَعْدَ مَوْتِهٖ اَشَدُّ کَرَامَةً مِّنْهُ فِیْ حَالِ حَیَاتِهٖ لِانْقِطَاعِ تَعَلُّقِهٖ بِالْمَخْلُوْقِ وَتَجَرُّدِ تَوَجُّهِهٖ لِلْخَالِقِ فَیُکْرِمُهُ اللّٰهُ بِقَضَاءِ حَاجَةِ الْمُتَوَسِّلِیْنَ بِهٖ [1]

"یہ جو بعض عوام کہتے ہیں یا سیدی فلاں مثلاً اگر آپ میری یہ مراد پوری کر دیں یا میرے مریض کو شفا دیں، تو آپ کے لیے میرے ذمے اتنی چیز ہے، تو یہ مانگنے کے طریقے سے جہالت ہے دکہنا یہ چاہیے کہ یا اللہ فلاں بزرگ کے طفیل میری حاجت پوری فرما، لیکن اسے کفر قرار نہیں دیا جائے گا، کیونکہ ان لوگوں کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ ولی میرے مقصد کو پیدا کرے گا، ان کی نیت تو یہ ہوتی ہے کہ اس ولی کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنائیں، کیونکہ جس کا وسیلہ پیش کیا جا رہا ہے وہ ان کے اعتقاد میں اللہ تعالیٰ کا مقرب اور محبوب ہے

[1] الشیخ حسن العدوی الحمزاوی، مشارق الانوار ص ۵۸

کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ اپنی گفتگو میں بار بار اس قسم کی باتیں کہتے ہیں اے بارگاہِ خدا میں پاکیزہ نفس والے! اپنے رب سے درخواست کریں کہ میرا یہ مقصد پورا فرما دے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک فاعل صرف اللہ تعالیٰ ہے، ولی صرف سبب اور وسیلہ ہے اور اس کا وسیلہ پکڑنے والا مردود نہیں ہوتا، کیونکہ محبوب اور مقرب کے سوال کو رد نہیں کیا جاتا۔

تو یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان کے قبیلے سے ہے کہ بہت سے پراگندہ بالوں والے گرد آلود جن کا سرمایہ حیات دو چادریں ہوں ایسے ہوتے ہیں کہ اگر قسم دے کر بارگاہِ الٰہی میں کچھ عرض کریں تو اللہ تعالیٰ اُسے پورا فرما دیتا ہے۔ بعض عارفین نے فرمایا: ولی کی زندگی کی بہ نسبت وصال کے بعد کرامت کا زیادہ ظہور ہوتا ہے، کیونکہ اس کا تعلق مخلوق سے منقطع ہو چکا ہے اور اس کی روح کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ سے ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ ان کا وسیلہ پیش کرنے والوں کی حاجتیں پوری فرما دیتا ہے۔"

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت محمود غزنوی کے پاس حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جبہ مبارک تھا۔ سومنات کی جنگ میں ایک موقع پر خدشہ ہوا کہ مسلمانوں کو شکست ہو جائے گی۔ سلطان محمود غزنوی، اچانک گھوڑے سے اُتر کر ایک گوشے میں چلے گئے۔ وہ جبہ ہاتھ میں لے کر سجدے میں چلے گئے اور دعا مانگی:

"الٰہی بآبروئے خداوند ایں خرقہ کہ مارا بریں کفار ظفر دہ کہ ہرچہ از غنیمت می گیرم بدرویشاں دہم" [1]

"بار الٰہا! اس جبے والے کے وسیلے سے ہمیں کافروں پر فتح عطا فرما جو کچھ مال غنیمت ہاتھ آئے گا، درویشوں میں تقسیم کر دوں گا۔"

[1] شیخ فریدالدین عطار، تذکرۃ الاولیاء، فارسی (مطبع اسلامیہ لاہور)، باب ۷۴، ص ۳۴۴

اچانک دشمن کی طرف سے شور اُٹھا اور تاریکی چھاگئی اور کافر آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے اور مختلف حصّوں میں بٹ گئے، لشکرِ اسلام کو فتح حاصل ہوگئی۔ اس رات محمود غزنوی نے حضرت ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں فرماتے ہوئے سُنا،

اے محمود! آبروئے خرقۂ ما بُردی بر درگاہِ حق کہ اگر دراں ساعت
درخواستی جملہ کفار را اسلام روزی کردے۔

"محمود! تم نے دربارِ الٰہی میں ہمارے جبّے کی قدر نہ کی، اگر تم چاہتے تو
تمام کافروں کے لیے اسلام کی درخواست کرتے۔"

فقیہِ جلیل حضرت علامہ ابن عابدین شامی، کتاب اللقطہ کے آخر میں ایک منہیہ (حاشیہ) میں فرماتے ہیں،

قَرَّرَالزِّیَادِیُّ اَنَّ الْاِنْسَانَ اِذَا ضَاعَ لَہٗ شَیْئٌ وَاَرَادَ
اَنْ یَّرُدَّ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَلَیْہِ فَلْیَقِفْ عَلٰی مَکَانٍ عَالٍ
مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ وَیَقْرَأُ الْفَاتِحَۃَ وَیُھْدِیْ ثَوَابَھَا
لِلنَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثُمَّ یُھْدِیْ ثَوَابَ ذَالِکَ
لِسَیِّدِیْ اَحْمَدَ بْنِ عَلْوَانَ وَیَقُوْلُ یَاسَیِّدِیْ اَحْمَدُ
یَاابْنَ علوان اِنْ لَّمْ تَرُدَّ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ وَاِلَّا نَزَعْتُکَ
مِنْ دِیْوَانِ الْاَوْلِیَاءِ فَاِنَّ اللّٰہَ یَرُدُّ عَلٰی مَنْ قَالَ
ذَالِکَ ضَالَّتَہٗ بِبَرَکَتِہٖ، اَجْھُوْرِیٌّ مَعَ زِیَادَۃٍ کَذَافِیْ
حَاشِیَۃِ شَرْحِ الْمَنْھَجِ لِلدَّاؤدِیْ رَحِمَہُ اللّٰہُ۔ ۱۲ منہ [1]

"حضرتِ زیادی فرماتے ہیں کہ جب کسی انسان کی کوئی چیز گم ہوجائے اور وہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسے واپس فرمادے تو بلند جگہ کھڑا ہو کر سورۃ فاتحہ پڑھے

[1] ابن عابدین شامی، علامہ: ردالمحتار (احیاء التراث العربی، بیروت) ج ۳، ص ۳۲۴

اور اس کا ثواب حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، پھر سیدی احمد بن علوان کی خدمت میں پیش کرے اور کہے سیدی احمد! اے ابن علوان! اگر آپ نے میری گم شدہ چیز واپس نہ کی، تو میں آپ کا نام دفترِ اولیاء سے خارج کردوں گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے وہ چیز واپس فرمادے گا۔

یہ علامہ اجہوری کا کلام مع اضافہ ہے۔ ایسا ہی "حاشیہ شرح منہج
از داؤدی" میں ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدی زروق رحمہ اللہ تعالیٰ محشی بخاری کا تذکرہ بڑے شاندار انداز میں کیا ہے، فرماتے ہیں،

بالجملہ مردے جلیل القدر است کہ مرتبہ او فوق الذکر است واُو آخر
محققانِ صوفیاست کہ بین الحقیقۃ والشریعۃ جامع بودہ اند وبشاگردی
او اجلہ علماء مفتخر ومباہی بودہ اند مثل شہاب الدین القسطلانی و
شمس الدین لقانی۔

واو را قصیدہ ایست بہ طورِ قصیدۂ جیلانیہ کہ بعض ابیات او اینست [1]

اَنَا لِمُرِیْدِیْ جَامِعٌ لِشَتَاتِہٖ	اِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنَکْبَۃٍ
وَاِنْ کُنْتَ فِیْ ضَیْقٍ وَکَرْبٍ وَّوَحْشَۃٍ	فَنَادِ بِیَا زَرُّوْقُ اٰتِ بِسُرْعَۃٍ

مختصر یہ کہ وہ عظیم الشان شخصیت ہیں جن کا مرتبہ بیان نہیں کیا جاسکتا، وہ محققینِ صوفیہ کے آخری بزرگ ہیں جنہوں نے حقیقت و شریعت کو جمع کیا۔ بڑے بڑے علماء مثلاً شہاب الدین قسطلانی اور شمس الدین لقانی نے اُن کی شاگردی پر فخر کیا۔

قصیدۂ غوثیہ کے طریقے پر ان کا قصیدہ ہے، جس کے چند شعر یہ ہیں،

[1] شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی: بستان المحدثین فارسی کا اردو (ایچ ایم سعید کمپنی کراچی) ص ۳۲۲

- میں اپنے مرید کے بکھرے ہوئے حالات کو جمع کرنے والا ہوں، جب زمانے کی تندی اس پر کوئی مصیبت ڈھا دے۔
- اگر تو تنگی، تکلیف اور وحشت میں ہے، تو یا زروق پکار میں فوراً آجاؤں گا۔

اگر ان اشعار کو مشرکانہ قرار دیا جائے، تو شاہ عبدالعزیز اور ان کی سند سے وابستہ لوگوں کا کیا حکم ہوگا؟ جو یہ اشعار دھوم دھڑلے سے نقل کر رہے ہیں۔؟

صاحب درمختار کے استاذ علامہ خیرالدین رملی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

وَاَمَّا قَوْلُهُمْ یَا شَیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ فَهُوَ نِدَاءٌ وَاِذَا اُضِیْفَ اِلَیْهِ شَیْئٌ اِکْرَامًا لِلّٰهِ فَمَا الْمُوْجِبُ لِحُرْمَتِهٖ (اِلٰی اَنْ قَالَ) وَوَجْهُ التَّکْفِیْرِ بِاَنَّهٗ طَلَبُ شَیْئٍ لِلّٰهِ وَهُوَ جَلَّ وَعَلَا غَنِیٌّ عَنْ کُلِّ شَیْئٍ وَالْکُلُّ مُحْتَاجٌ اِلَیْهِ وَهٰذَا لَا یَخْتَلِجُ فِیْ خَاطِرِ اَحَدٍ فَاِنَّ ذِکْرَهٗ تَعَالٰی لِلتَّعْظِیْمِ کَمَا فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی فَاِنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَمِثْلُهٗ کَثِیْرٌ[1]

"عامۃ المسلمین کا یا شیخ عبدالقادر کہنا ندا ہے اور جب اس کے ساتھ شیئاً للہ کا اضافہ کیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم و رضا کے لیے کسی شے کا مطالبہ ہے اس کے حرام ہونے کی کیا وجہ ہے؟ اس کے کفر قرار دینے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے کسی شے کا مطالبہ ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر شے سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں اور یہ مطلب کسی کے تصور میں بھی نہیں آتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر تعظیم کے لیے ہے جیسے ارشادِ ربانی ہے؛ فان للہ خمسہ (الآیۃ) اس کی مثالیں بہت ہیں۔

[1] خیرالدین رملی، علامہ، فتاویٰ خیریہ، برحاشیہ فتاویٰ حامدیہ (حاجی عبدالغفار قندھار) ج ۲، ص ۲۸۲

دونوں جہاں میں مجھ کو وسیلہ ہے آپکا

اکابرین دیوبند مثلاً مولانا اشرف علی تھانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے پیر طریقت حضرت حاجی امداد علی مہاجر مکی علیہ الرحمہ کی مشہور نعتِ پاک ذیل میں پیش کی جارہی ہے۔ جس میں سوادِ اعظم اہل سنت کے عقائد کی بھرپور ترجمانی ہوتی ہے۔

(شعبۂ تحقیق واشاعت، رضا لائبریری کلیان)

اچھا ہوں یا برا ہوں، غرض جو کچھ بھی ہوں سو ہوں
پر ہوں تمہارا تم میرے مختار یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم

جس دن تم عاصیوں کے شفیع ہوگے پیشِ حق
اس دن نہ بھولنا مجھے زنہار یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تم نے بھی گر نہ لی خبر اس حالِ زار کی
اب جائے کہاں تباہ یہ لاچار یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم

دونوں جہاں میں مجھ کو وسیلہ ہے آپ کا
کیا غم گرچہ ہوں میں بہت خوار یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کیا ڈر ہے اس کو لشکرِ عصیان و جرم سے
تم سا شفیع ہو، جس کا مددگار یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ہو آستانہ آپ کا اور امداد کی جبیں
اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم

المرسل:

محمد باقر کھوٹال رضوی (خازن رضا لائبریری کلیان)

مزارات پر حاضری کا مسنون طریقہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ عالم اسلام کے ایک زبردست امام وفقیہ مصلح وداعی گذرے ہیں جنہوں نے ہر محاذ پر بدعات وخرافات اور منکراتِ شرعیہ کی بیخ کنی فرمائی نیز امت مسلمہ کی اصلاح وتربیت اور رشد وہدایت کے سلسلہ میں آپ علیہ الرحمہ کی خدماتِ جلیلہ کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے آپ علیہ الرحمہ مسلمانوں کو اسلام کے قول وعمل میں جیتا جاگتا دیکھنا چاہتے تھے۔ ذیل میں اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ کا وہ فتویٰ دیا جارہا ہے جس سے مزاراتِ مقدسہ کی حاضری میں ہمیں صحیح رہنمائی حاصل ہوتی ہے اور اس بات کی بھی سخت تردید ہوتی ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے قبر پرستی کو فروغ دیا۔

مزاراتِ شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے پر مواجہہ (مقابل) میں کھڑا ہوں اور متوسط آواز باادب سلام عرض کریں "السلام علیک یا سیدی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، پھر درودِ غوثیہ تین بار، الحمد شریف ایک بار، آیت الکرسی ایک بار، سورۂ اخلاص سات بار، پھر درودِ غوثیہ سات بار اور وقت فرصت دے تو سورۂ یٰسٓ اور سورہ ملک بھی پڑھ کر اللہ عزوجل سے دعا کرے الٰہی اس قرأت پر اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے۔ نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میرے طرف سے اس بندۂ مقبول کو نذر پہونچا۔ پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اس کے لئے دعا کرے اور صاحبِ مزار کو ہاتھ نہ لگائے نہ بوسہ دے (بوسہ قبر پر علماء کا اختلاف ہے بعض علماء منع فرماتے ہیں۔ لیکن امام بریلوی احتیاط والا مسلک اپناتے ہوئے منع فرماتے ہیں۔ ع۔ ر) اور طوافِ (مزار) بالاتفاق ناجائز اور سجدہ حرام ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد چہارم)

اھلسنت وجماعت کلیان مسلمانوں سے اپیل کرتی ہے کہ مزاراتِ مقدسہ پر حاضری اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے فتوے کے آئینے میں انجام دیں۔ نیز مزاراتِ شریفہ میں یا اس کے آس پاس ہونے والی بے اعتدالیاں کے خاتمہ کے لئے کوشاں رہیں تا کہ صاحب مزار کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہو سکیں۔

شعبۂ تحقیق واشاعت رضا لائبریری کلیان